ناقابل تردید دلائل و براہین

تحفہ سعیدی

بجواب

ضرب حدیدی

تالیف

مفتی محمد فیاض احمد سعیدی

فاضل: جامعہ نظامیہ رضویہ۔لاہور

مجلس علمائے احناف لاہور پاکستان

تحفہ سعیدی

بجواب

ضرب حدیدی

مسئلہ عدم رفع یدین پر ناقابل تردید دلائل و براہین

تالیف :

مفتی محمد فیاض احمد سعیدی

فاضل: جامعہ نظامیہ رضویہ۔ لاہور

ناشر

مجلس علمائے احناف لاہور۔ پاکستان

نام کتاب:۔ **تحفہ سعیدی بجواب ضرب حدیدی**

تصنیف:۔ مفتی محمد فیاض احمد سعیدی

بفیضان کرم:۔ شرف ملت حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری برکاتی

امام المناظرین حضرت علامہ مولانا محمد عبدالتواب صدیقی

حافظ ملت جامع المعقول والمنقول حافظ محمد عبدالستار سعیدی

محقق اہل سنت حضرت علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی سعیدی

حسب فرمائش:۔ استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا حافظ خادم حسین رضوی مدظلہ

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری گیٹ لاہور۔

کاوش:۔ مولانا قاری غلام قاسم سعیدی۔ قاری ملازم حسین سعیدی

پروف ریڈنگ:۔ احمد رضا (ایم۔اے) اے۔ ٹی۔ آئی لاہور

ناشر:۔ **مجلس علمائے احناف لاہور۔ پاکستان**

تعداد:۔ 1100

تاریخ اشاعت:۔ فروری 2003ء

قیمت =/30 روپے

ملنے کا پتہ

مفتی محمد فیاض احمد سعیدی

اسلامک یونیورسٹی نظامیہ۔ لاہور

0333-4202315

فہرست

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو اپنی مادر علمی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور/شیخوپورہ کے نام منسوب کرتا ہوں جسکی علم ومعرفت کی کیف آور نسیم جانفزا نے پوری معمورۂ عالم اسلامی کو معطر کر رکھا ہے۔

اللہ جل شانہٗ کے کرم سے اور نبی کریم ﷺ کی عنایت خاص سے اپنے یوم تاسیس سے آج تک ہزاراں ہزار شریعت وطریقت کے ایسے جامع گلدستے طاقہائے ایوان عالم کی زینت بنا چکا ہے۔ جنہوں نے اپنی اپنی فضاؤں کو علم وعرفان کا عطر خانہ بنا رکھا ہے اس سارے چمنستان کی شادابی کا سہرا استاذی المکرم مفتی اعظم پاکستان **حضرت علامہ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی** دامت فیوضھم کے سر ہے جنکا علم متلاشان حق کیلئے مشعل عرفان، جنکا عمل مخلصین حق کیلئے نمونہ عمل، جنکا صدق اہل صفا کیلئے منبع اخلاص جنکی للکار باطل کیلئے ہلاکت، جنکی گرج طاغوتی طاقتوں کیلئے تازیانہ، جنکی ہیبت شیطانی ذریت کیلئے موت کے پیغام کا درجہ رکھتی ہے جن کی محفل کی شان یہ ہے۔

جو چراغ بجھ گیا تیری انجمن میں جل کے   کوئی پھول لے گیا کوئی چاند کوئی تارا

رب العزت جل جلالہ آپکے سایہ عاطفت کو اہل سنت کے سر پر تادیر سلامت رکھے!

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

محمد فیاض احمد سعیدی غفرلہ



حدیث دل



صلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد و الہ وسلم

اللہ رب العزت کا بے پناہ فضل واحسان ہے جس نے حنفیت کو عالمگیر مقبولیت بخشی اور ہمیں دین حنیف کے سپاہی ہونے کا شرف بخشا ان جانثاران دین حنیف کی ایک تنظیم کا نام "مجلس علمائے احناف" ہے جو کہ ہر وقت دین کی ترویج واشاعت میں سرگرم عمل ہے کچھ عرصہ قبل مجلس علمائے احناف لاہور کی جانب سے ایک پمفلٹ شائع کیا گیا "رفع یدین نہ کرنے کے دلائل" جو غیر مقلدین کے پمفلٹ کا جواب تھا، ایک ایسا موثر جواب جس نے غیر مقلدین کے ایوانوں میں زلزلہ بپا کر دیا اور انہیں اپنے جھوٹے مسلک کے ختم ہونیکا خدشہ بڑھا اس لئے کہ اسے پڑھکر کافی نوجوان طبقہ جو شکوک و شبہات کا شکار تھا وہ یقین کی دولت سے مالا مال ہوا اور انکے دام تزویر سے بچ نکلا۔ بایں صورت حال جمعیت اہلحدیث لاہور سیخ پا ہوئی اور ایک جوابی کتابچہ ابن بشیر نامی شخص سے لکھوایا۔ 'ضرب حدیدی' کے نام سے اسے شائع کیا۔ بندہ اس سال سفر سعادت حرمین شریفین پر تھا فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد واپس لوٹا تو کتابچہ ضرب حدیدی موصول ہوا اول سے آخر تک پڑھا جو حدیث مطلوب تھی صحیح صریح مرفوع جو دوام رفع یدین پر دلالت کرے صرف ایک حدیث۔ انہیں پیش کرسکے اپنی طرف سے چہ مگوئیاں اور خیالی پلاؤ پکاتے رہے ویسے بھی علم سے کورے جہالت میں گری ہوئی قوم کا نام اہلحدیث غیر مقلد ہے جس کا اعتراف انکے نواب صدیق حسن نے الحطہ فی ذکر الصحاح الستہ میں کیا ہے۔ اس کی ظاہری مثال ہم فراہم کر دیتے ہیں۔ یہ قوم آج تک یہ متعین نہیں کر سکی کہ رفع الیدین سنت موکدہ ہے۔ غیر موکدہ ہے۔ مستحب ہے۔ مباح ہے۔ یا سنت متواترہ ہے۔ ذیل میں ہم انکے حوالہ جات نقل کرتے ہیں:۔

☆ غیر مقلد شوکانی ''نیل الاوطار'' میں لکھتا ہے۔ نماز میں رفع الیدین مستحب ہے۔

☆ مولوی اسماعیل سلفی وہابی ''رسول اکرم ﷺ کی نماز'' میں لکھتا ہے نماز میں رفع یدین مسنون ہے

☆ مولوی وحید الزمان ''ترجمہ سنن ابوداؤد شریف'' میں لکھتا ہے رفع یدین کرنا مستحب ہے۔

☆ مولوی علی محمد ''فتاوی علمائے حدیث'' میں لکھتا ہے رفع یدین کرنا مستحب ہے۔

☆ مولوی خالد گھرجاکھی ''جزء رفع الیدین'' میں لکھتا ہے سنت موکدہ ہے۔

☆ مولوی اسماعیل دہلوی ''تنویر العینین'' میں لکھتا ہے رفع یدین کرنا سنت غیر موکدہ ہے۔

☆ غیر مقلد ابن قیم ''زادالمعاد'' میں لکھتا ہے رفع یدین مباح ہے۔

☆ مولوی نور حسین گرجاکھی ''قرۃ العینین'' میں لکھتا ہے رفع یدین سنت متواترہ ہے۔

☆ مولوی ابوالمنہال شاغف بہاری ''صراط مستقیم اور اختلاف امت'' میں لکھتا ہے اہلحدیثوں کے نزدیک صرف اور صرف رفع یدین کرنا ہی سنت ہے۔

☆ مولوی صادق سیالکوٹی ''صلوۃ رسول ﷺ'' میں لکھتا ہے: مسلمان رفع یدین کے ساتھ نماز پڑھے کیونکہ اسکے بغیر نماز کا یقیناً نقصان ہے۔

یہ تو ہم نے بطور نمونہ چند حوالہ جات پیش کئے ہیں۔ قارئین کرام۔! یہ وہ لوگ ہیں جو آئمہ کے اختلاف کو بہانہ بنا کر غیر مقلدیت کی دعوت دیتے ہیں اور آئمہ کرام پر طعن و تشنیع سے بھی نہیں چوکتے اور اپنی صورت حال وہ ہے جو آپ نے ملاحظہ فرمالیا ہم ان سے صرف اتنا گذارش کریں گے کہ:۔

غیر کی آنکھ کا تنکا تجھ کو آتا ہے نظر — اپنی آنکھ کا دیکھ غافل ذرا شہتیر بھی

تمام غیر مقلدین کو ہم دعوت دیتے ہیں کہ تمام وہابی جمع ہو کر یہ تو متعین کریں کہ رفع یدین ہے کیا؟ تاکہ صراط مستقیم پر چلنے والوں کو یقین کا چراغ میسر آئے۔ حوالہ حدیث سے دیں تاکہ آپکی جھوٹی غیر مقلدیت کے ایوان قائم رہ سکیں۔ ''ضرب حدیدی'' میں پہلی حدیث جو کہ بطور دلیل پیش کی، صفحہ ٦ پر اس میں کہیں بھی دوام رفع یدین کا ذکر نہیں لیکن ابن بشیر صاحب کھینچا تانی کر کے اپنی طرف سے شیطانی قیاس کرتے ہیں اور من مانا مطلب اخذ کرتے ہیں کہ:۔

''یہ صحیح حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ رفع یدین کیا۔''

جبکہ حدیث شریف میں اسکا کہیں بھی ذکر نہیں۔ کیا من مانا مطلب اخذ کرنے والے کو اہلحدیث کہتے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنے والے کو تو از روئے حدیث جہنمی کہتے ہیں۔ ''اصل حدیث'' میں ہمیشہ کا لفظ دکھا دیں مبلغ **50,000** روپے نقد وصول فرمائیں اور اپنے گرتے ہوئے ایوانوں کو بچائیں ورنہ کچھ تو شرمائیں۔! اسی کتابچہ کے صفحہ ٨.٧ پر لکھتا ہے کہ مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی (قدس سرہ العزیز) فرماتے ہیں کہ صحیحین کے راویوں پر جرح نہیں کرنی چاہئے۔ ابن بشیر کیا آپکے مسلمہ اصول کتاب وسنت نہیں؟ اگر ہیں تو پھر غیر معصوم امتیوں کا حوالہ دیکر آپ کیوں مشرک بن رہے ہیں؟ پھر آپ کو تو یہ بات نقل کرتے ہوئے شرم آنی چاہئے کہ ایک طرف تو بخاری ومسلم کے راویوں کی توثیق کیلئے جہاں سے حوالہ ملے نقل کر لیتے ہو۔ دوسری طرف صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم جیسی عظیم ہستیوں کو فاسق گردانتے ہو کیا مسلم وبخاری کے راوی معصوم ہیں؟ جبکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم کے بارے میں کتاب لاریب ناطق ہے ''کُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی'' حوالہ کیلئے اپنی کتاب نزل الابرار، ج ٣، صفحہ ٩٤ دیکھ لینا صحابہ کرام کو اگر شیعہ فاسق کہیں تو' کافر شیعہ کافر' کے نعرے لگیں آپ کہیں تو سب جائز ہے۔! **شرم تم کو مگر نہیں آتی۔**

صفحہ ٨ پر لکھتا ہے ''یہ بھی یاد رہے کہ صحیحین میں مدلس کی تدلیس کسی طرح بھی مضر نہیں۔'' اسکی دلیل کتاب وسنت سے پیش کر سکتے ہیں؟ یا اپنی قیاس آرائیاں ہیں؟ پھر یہ بھی عجیب منطق ہے کہ مسجد سے باہر جھوٹ بولا تو گناہ اور مسجد میں نہیں۔ حضرت امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے تو تدلیس کو زنا کے برابر قرار دیا ہے، گویا مسجد سے خارج ہو تو زنا اور مسجد میں نہیں تدلیس دوسری کتب حدیث میں ہو تو ناجائز اور بخاری ومسلم میں جائز اگر ہمت ہے تو صرف ایک حدیث بطور دلیل پیش کردو۔! دیدہ باید۔

صفحہ ١٠ پر چیلنج کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ'' آپ عدم رفع یدین حدیث سے ثابت کردیں دس کی بجائے بیس ہزار روپے نقد وصول پائیں اور اپنی فتح کا ڈھنڈورا گلی گلی پیٹیں اور جشن منائیں'' اصل بات تو یہ ہے کہ رفع الیدین کا حدیث شریف سے ثبوت ملتا ہے جسطرح حدیث شریف سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے۔ کان یبول قائماً آپ کھڑے ہو کر بول فرماتے تھے۔ اب اس سے تو اثبات ہو رہا ہے کہ آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا اب اختلاف اس بات میں

ہے کہ آیا وہ عمل باقی رہا یا نہیں؟ ہم کہتے ہیں کسی عذر کی بنا پر ایسا فرمایا وہ عمل باقی نہیں رہا۔ اسی طرح مسئلہ رفع الیدین کے ثبوت پر فریقین کا اتفاق ہے اختلاف تو بقا اور عدم بقا میں ہے آپ بقاء کے مدعی ہیں ہم منکر ہیں، از روئے حدیث دلیل مدعی کے ذمہ ہوتی ہے ارشاد ہے ''البینة علی المدعی'' اگر آپ اہلحدیث ہوتے تو ہماری مطلوبہ صرف ایک حدیث پیش کر دیتے آپکا ہم سے مطالبہ کرنا یہ خلاف حدیث ہے اور آپکی جہالت وحماقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اسی صفحہ ۱۰ پر ایک حدیث پیش کی دوام رفع الیدین پر آپ سن کر حیران ہوں گے کہ وہ حدیث کتنے اعلیٰ درجے کی ہے؟ موضوع! شرم، شرم، شرم پھر آپکا ہم سے مطالبہ کرنا چہ معنی دارد۔! آپ کسی ایک حدیث صحیح سے ثابت کر دیں کہ منکر سے دلیل مانگی جاتی ہے تو ہم ایک نہیں دس احادیث صحیحہ صریحہ مرفوعہ پیش کریں گے لیکن ہمیں معلوم ہے

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے   یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

صفحہ ۲٤ پر لکھا ''لہٰذا عبد الحمید بن جعفر پر جرح صحیح نہیں یہ ثقہ اور صدوق راوی ہے کم از کم اسکی حدیث حسن ہے جو قابل حجت ہے''۔ ابن بشیر! کیا واقعی ایسی بات ہے کہ حدیث حسن قابل حجت ہے؟

تو پھر صفحہ ۴۴ پر حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حجت کیوں نہیں پکڑتے جسے حضرت امام ترمذی علیہ الرحمتہ نے حسن فرمایا؟

کیا قوم شعیب (علیہ السلام) کی طرح لینے اور دینے کے باٹ الگ الگ رکھے ہوئے ہیں۔؟

صفحہ ۳۷ پر لکھتا ہے جب سجدوں سے سر اٹھاتے (دو رکعتوں میں تشہد کے بعد) تو رفع یدین کرتے دروغ گو را حافظہ نباشد جو عربی عبارت پیش کی ہے کم از کم اس پر توجہ کر لیتا تو مسئلہ حل ہو جاتا۔ لیکن تعصب وکم علمی نے تو اسے اندھا کر دیا۔ عبارت یوں ہے

واذا رفع راسه من السجود ايضا رفع يده

مولوی جی! لفظ ایضاً کا مفہوم کسی اپنے مولوی سے پوچھ لینا تھا اگر نہیں آتا تھا تو اردو ترجمہ کرتے ہوئے لفظ ایضاً کو ''برٹش حکومت'' کا ہدیہ سمجھ کر ہضم کر گئے کیا انصاف وعدل اسی کا نام ہے کیا آپ کیلئے قطع وبرید ہیرا پھیری کے سوا کوئی چارہ کار نہیں؟

وما يخدعون الا انفسهم وما يشعرون !

پھر آپ نے لکھا لفظ السجود دو سے زائد سجدوں پر دلالت کرتا ہے اسکا ثبوت حدیث شریف سے پیش کریں؟ نہیں تو سرقہ کہاں سے کیا ہے؟ اور کس نے جناب کو یہ بات سجھا دی ہے السجود جمع ہے اور جمع کا اطلاق دو سے زائد پر ہوتا ہے۔ ابن بشیر۔! ہوش کے ناخن لو یہ تو غیر معصوم امتیوں کے وضع کردہ قواعد ہیں کیا آپ کے ہاں یہ حجت ہیں؟ تو پھر مسئلہ تراویح میں اسے مدنظر کیوں نہیں رکھا جاتا؟ ترویحہ کا لغوی معنی راحت پکڑنا اصطلاح شرع میں چار رکعت پڑھنے کے بعد بیٹھنے کو کہتے ہیں اسطرح آٹھ رکعت کو ترویحتان کہنا چاہئے کہ یہاں دو ترویحے ہیں اور جمع کا اطلاق دو سے زائد پر ہوتا ہے پھر یہاں آپ کس منہ سے کہہ دیتے ہیں جی ہم تراویح پڑھ کے آ رہے ہیں؟ اس حساب سے آپکے نصاب سے تراویح خارج ہو جاتی ہے۔

تمھیں عقل کی بات سمجھائے کون کہ ہو تم الو کی دم فاختہ۔

صفحہ ۳۸ پر حدیث وائل بن حجر لائے ہیں، کتب تواریخ واحادیث سے آپ نے بزعم خویش دوام ثابت کرنا چاہا ہے لیکن ان سے بھی دوام ثابت نہیں کر سکے کیونکہ نسخ کیلئے کوئی وقت مقرر نہیں کیا وائل بن حجر نے جس نماز کا مشاہدہ کیا وہ رسول اللہ ﷺ کی آخری نماز تھی اسکے بعد کوئی نماز آپ نے ادا نہیں فرمائی؟ آئندہ سطور میں سب سے پہلے ہم ترک رفع یدین کے دلائل پیش کریں گے پھر ''ابن بشیر'' کے دلائل اور انکا محاکمہ پیش کریں گے اس امید پر۔

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

عبد المصطفیٰ

محمد فیاض احمد سعیدی غفرلہ

مقدمہ

از: فاضل شہیر حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری مظہری قدس سرہ العزیز

تعارف جماعت اہلحدیث

مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی کے محمدی گروہ نے جب حالات کے تحت تین قسم کی ٹولیاں بنالیں تو موصوف کی اصل جماعت کچھ عرصہ موحد کہلاتی رہی لیکن بعد میں اہلحدیث کے نام سے مشہور ہونا شروع کردیا۔ وہابیوں کی تینوں میں سے اس اولین جماعت کی باقاعدہ سرپرستی اور گروہی تنظیم ''میاں نذیر حسین دہلوی'' (المتوفی ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء) نے کی۔ مولوی محمد حسین بٹالوی (المتوفی ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء) ان کے سیاسی اور مذہبی دست راست تھے اس جماعت کے افراد کا انگلیوں پر گنا جانا وہابیت کے پاک و ہند میں غیر مقبول ہونے کی ایک بہت بڑی شہادت ہے، جس کے باعث دیگر پر اسرار وہابی جماعتیں کھڑی کی گئیں۔

جماعت کا اہلحدیث نام:۔ مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی وہابی نے اپنی جماعت کا نام ''محمدی گروہ'' رکھا تھا۔ مسلمانوں نے کہنا شروع کردیا کہ واقعی یہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیروکار ہونے کے باعث محمدی ہی تو ہیں۔ وہابی حضرات نے اس نسبت کو چھپانے کی غرض سے خود کو موحدین کہنا شروع کردیا۔ مسلمانانِ اہلسنت و جماعت کہتے کہ واقعی یہ منکرین شانِ رسالت ہونے کے باعث سکھوں کی طرح نرے موحد ہی تو ہیں، جب نوبت یہاں تک پہنچی تو میاں نذیر حسین دہلوی کی سرکردگی میں مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنی ''مہربان سرکار'' سے درخواست کی کہ مسلمانانِ ہند آپ کے اس خودکاشتہ نجدی پودے کو وہابی کہتے ہیں۔ انہیں قانونی طور پر اس نام سے روکا جائے اور ہماری جماعت کا نام سرکاری طور پر اہلحدیث رکھ دیا جائے۔ گورنمنٹ نے جو جواب دیا وہ پروفیسر محمد ایوب قادری کے لفظوں میں ملاحظہ ہو:

''انہوں (مولوی محمد حسین بٹالوی) نے ارکانِ جماعت اہلحدیث کی ایک دستخطی درخواست لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کے ذریعے سے وائسرائے ہند کی خدمت میں روانہ کی، اس درخواست پر سرفہرست شمس العلماء ''میاں نذیر حسین'' کے دستخط تھے۔ گورنر پنجاب نے وہ درخواست اپنی تائیدی تحریر کے ساتھ گورنمنٹ آف انڈیا کو بھیج دی۔ وہاں سے حسب ضابطہ منظوری آ گئی کہ آئندہ وہابی کے بجائے اہلحدیث کا لفظ استعمال کیا جائے۔ لیفٹیننٹ گورنر پنجاب نے اس کی باقاعدہ اطلاع مولوی محمد حسین کو دی۔ اس طرح گورنمنٹ مدراس کی طرف سے 15 اگست 1888ء کو بذریعہ خط نمبر 127، گورنمنٹ بنگال کی طرف سے 4 مارچ 1890ء کو بذریعہ خط نمبر 157، اور گورنمنٹ یو۔پی کی طرف سے 20 جولائی 1888ء کو بذریعہ خط نمبر 386، گورنمنٹ سی۔پی۔ کی طرف سے 14 جولائی 1888ء کو بذریعہ خط نمبر 407، اور گورنمنٹ بمبئی کی طرف سے 14 اگست 1888ء کو بذریعہ خط نمبر 732، اس امر کی اطلاع مولوی محمد حسین کو ملی۔'' (محمد ایوب قادری مقدمہ حیات سید احمد شہید، ص ۲۶)

یہ ہے ان حضرات کے اہلحدیث ہونے کی کل کائنات۔ یہ چوردروازہ مسلمانوں کو دو طرح دھوکا دینے کی خاطر ایجاد فرمایا گیا تھا۔ اولاً اس لئے کہ مسلمانوں کو یہ تاثر دیا جائے کہ یہ لوگ حدیث سے بہت ہی لگاؤ رکھنے کے باعث خود کو اہلحدیث کہتے ہیں۔ ثانیاً اس غرض سے کہ محدثین حضرات کے لئے تصانیف علمائے کرام میں لفظ اہل حدیث بھی عام استعمال ہوتا رہا ہے، لہٰذا اس سے مسلمانوں کو دھوکا دینا آسان ہوجائے گا کہ صاحبو! ہماری جماعت کوئی نوزائیدہ فرقہ یا انگریز کا خودکاشتہ پودا تو نہیں بلکہ ہمارے گروہ کا نام تو بڑے بڑے علمائے اعلام کی تصانیف عالیہ میں بھی اوائل زمانہ ہی سے مذکور ہوتا آرہا ہے۔ یہ ہے ان حضرات کے چھل میں بل:

دیکھو تو دلفریبی انداز نقش پا
موج خرام یار بھی کیا گل کتر گئی

امتیازی نشانات:۔ یہ جماعت چونکہ مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی کے متبعین و معتقدین کی پہلی جماعت ہے اس لئے موصوف کے تمام عقاید ونظریات اور مخصوص افعال پر بڑی شدت سے کاربند ہے۔ اپنے پیشوا کے فیصلے کو قرآن وحدیث کے صریح خلاف دیکھتے ہوئے بھی ہرگز اسے غلط یا قابل ترمیم تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہوں گے بلکہ آیات واحادیث کے مفہوم ومطالب میں ہزار کھینچا تانی

کر کے اس کے موافق دکھانے کی کوشش کریں گے۔ ان کے مذہب کا اصل ماخذ تقویۃ الایمان ہے۔ قرآن وحدیث کو دوسرا اور تیسرا درجہ حاصل ہے، جنہیں تقویۃ الایمانی نظریات کی تائید میں پیش کر کے مسلمانوں سے اپنی حقانیت کا اعتراف کروانے میں شب و روز کوشاں رہتے ہیں۔ ان حضرات کے نزدیک مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی نے اپنی تقویۃ الایمان میں جو کچھ لکھا ہے۔ اس میں سے کسی بات کا غلط تسلیم کرنا تو ہزاروں منزل دور کی بات ہے، کسی بات کو قابل ترمیم اور کمزور مان لینا بھی گوارا نہیں۔ خواہ قرآن وحدیث کے کتنے ہی واضح نصوص اس کے خلاف کیوں نہ پیش کر دیے جائیں بعینہٖ یہود کے اندر شخصیت پرستی کی یہی مثالیں موجود تھیں، جن کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اتخذوا احبارھم و رھبانھم	انہوں نے اپنے پادریوں اور
اربابا من دون اللہ۔	جوگیوں کو اللہ کے سوا رب بنالیا۔

(پ۱۰ سورۃ التوبہ، آیت ۳۱)

موصوف کو رب کا درجہ دینے کے شرک میں مبتلا ہونے کا باعث ان حضرات کو جملہ مسلمان مشرک ہی نظر آتے ہیں جیسے ساون کے اندھے کو ہرا ہی ہرا سوجھتا ہے۔ جس طرح سامری کے بچھڑے کی محبت سے بعض یہود کے قلوب لبریز ہو گئے تھے، اسی طرح دہلوی صاحب موصوف کی عقیدت کا سمندر ہر وہابی صاحب کے سینے میں ٹھاٹھیں مار رہا ہوتا ہے۔ اس انتہائی وابستگی کا اندازہ یوں کیا جاسکتا ہے۔ کہ موصوف کے کسی نظریے کے خلاف پچاس آیتیں یا سو حدیثیں پیش کر کے کسی وہابی عالم کو راہ راست پر لانے کی کوشش کی جائے تو آیات واحادیث کے مفہوم ومعانی میں وہ تاویلیں کرنے اور تقویۃ الایمانی نظریہ کے مطابق دکھانے پر تو ایڑی چوٹی تک کا زور لگا دے گا لیکن امام الوہابیہ کے اس نظریہ کے قابل ترمیم ہونے کا تصور اس کے دماغ کے کسی بھی گوشے میں پیدا نہیں ہوگا۔ دہلوی صاحب کے نظریات کے اٹل ہونے پر ان کے نزدیک نہ آیات واحادیث اثر انداز ہو سکتی ہیں نہ کوئی اور چیز۔ یہ ہے ان حضرات کے دلوں کا وہ مرض جو انہیں مسلمانانِ اہل سنت وجماعت سے مفاہمت کرنے اور اختلاف کو مٹانے پر کسی بھی وقت آمادہ نہیں ہونے دیتا۔

وہابی توحید:۔ یہ حضرات اپنے علی الاطلاق یعنی مولوی محمد اسماعیل دہلوی کی بتائی ہوئی اس خارجی توحید کے طرہ امتیاز بنائے ہوئے ہیں، جس کی مخالفت کے باعث خوارج نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافر و مشرک ٹھہرایا تھا۔ زمانہ حال کے خارجیت زدہ حضرات کو سچے

مسلمان بھی اسی طرح کافر و مشرک نظر آتے ہیں۔ امام الوہابیہ نے تو ایضاح الحق وغیرہ میں ایک دو جگہ تجسیم کا نظریہ پیش کیا تھا لیکن اہلحدیث کہلانے والے حضرات نے اس سبوح و قدوس کو مجسم منوانا ڈنکے کی چوٹ جاری پر رکھا ہوا ہے۔ چنانچہ وہابیہ کے مسلمہ عالم مولوی وحید الزماں خاں حیدر آبادی نے اپنے ترجمہ قرآن میں آیت کریمہ وسع کرسیہ السموت والارض کے حاشیے پر ذات باری تعالیٰ کے بارے میں لکھا ہے۔

"جب کرسی پر بیٹھتا ہے تو چار انگل بھی بڑی نہیں رہتی ہے اور اس کے بوجھ سے چرچر کرتی ہے۔"

(وحید الزماں خاں، مولوی بخشی ومترجم قرآن مجید، ص ۶۰)

یہی مولوی وحید الزماں خاں صاحب بعض آیات قرآنیہ کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔

ثم استوی الی السماء	پھر آسمان کی طرف چڑھ گیا اور
فسوھن سبع سموت ۱؎	سات آسمان ہموار کیے ۲؎
الرحمن علی العرش استوی ۳؎	وہ بڑے رحم والا تخت پر چڑھا۔ ۴؎
ثم استوی علی العرش ۵؎	پھر تخت پر جا بیٹھا۔ ۶؎

(۱پ۱ سورۃ البقرہ آیت ۲۹) (۲وحید الزماں خان مولوی تبویب القرآن، ص ۲)

(۳پ۱۶، سورۃ طٰہٰ آیت ۵) (۴وحید الزماں خان مولوی تبویب القرآن، ص ۴۷)

(۵پ۱۸ سورۃ الفرقان آیت ۵۹) (۶وحید الزماں خان مولوی تبویب القرآن، ص ۵۰)

یہ کرسی پر بیٹھنا اور کرسی کا اس کے بوجھ سے چرچر کرنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ یہ حضرات اللہ رب العزت کو مجسم مانتے ہیں، جس کا وزن ہے اور اس کے بوجھ کو کرسی اٹھالیتی ہے، بلکہ چرچر کرنے لگتی ہے وہ ان حضرات کے نزدیک عرش پر چڑھتا اور بیٹھتا ہے۔ کاش یہ حضرات بھی اتنا سوچنے کی زحمت گوارا کرلیتے کہ ہر مجسم حادث ہوتا ہے اور خدا حادث نہیں ہوسکتا۔ اس طرح یہ حضرات توحید کے ٹھیکیدار بنتے ہوئے بھی شرعاً "منکر الوہیت" قرار پاتے ہیں اگر یہ بھی غور فرمالیں کہ جو ذات کرسی و عرش میں سماجاتی ہے اس کا وھو بکل شیء محیط ہونا کس طرح مانتے ہیں؟

عقیدہ رسالت:۔ یہ حقیقت ہے کہ خارجیت و وہابیت عقیدہ رسالت کے خلاف ایک کھلا ہوا چیلنج

ہے۔ ان حضرات کے نزدیک بدقسمتی سے توہین رسالت کا نام توحید ہے۔ وہابیہ کا مخصوص میدان تنقیص شان رسالت ہے۔ ان حالات میں دیگر انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی توہین کرنا ضمنی معاملہ ہے کیونکہ جو صفات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات میں تسلیم نہیں کرتے تو ان کا حصول باقی مقربین بارگاہ الٰہیہ کے لئے کس طرح مان لیں، یہ حقیقت ہے کہ وہابی حضرات نے فخر دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ایسے ایسے گندے الفاظ استعمال کئے ہیں جن کی دیگر مذاہب والے غیر مسلموں کو بھی کبھی جرات نہ ہوئی۔ مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں شان رسالت کے خلاف جن انتہائی گستاخانہ نظریات کی تبلیغ کی ہے، ان حضرات کے دین کا رکن اعظم بھی توہین مصطفیٰ ہے، جس پر ڈیڑھ سو سال سے ڈٹے ہوئے ہیں اور فہمائش کا فریضہ ادا کرنے والے علمائے کرام سے آج تک برسرپیکار چلے آرہے ہیں۔ دہلوی صاحب حدیث لاتشدوا الرحال سے اشاروں کنایوں میں روضۂ اطہر کی زیارت کو ناجائز قرار دیا تھا لیکن غیر مقلدین حضرات نے کھل کر مسلمانوں کو اس ایمانی و روحانی سعادت سے محروم رکھنے کی مہم چلائی ہوئی ہے چنانچہ حافظ عبداللہ غیر مقلد نے لکھا ہے۔

"طلب علم اور دیگر ضروریات کے لئے سفر کا کوئی حرج نہیں، صرف کسی جگہ کی طرف جس میں قبر نبوی بھی داخل ہے ثواب کی نیت سے سفر کرنا جائز نہیں"

(حافظ عبداللہ مولوی مسئلہ سماع موتی ص ۱۱۹)

جناب صدیق حسن خاں قنوجی بھوپالی کا اس سلسلے میں نوابی فیصلہ یہ ہے۔

والسفر المجرد والزيارة فيه نزاع و من سافر مجرد قبر فلم يدرزيارة شرعيه بل بدعته ۔

صرف زیارت کے واسطے سفر کرنے (کے حکم) میں اختلاف ہے اور جس نے محض کسی قبر کی جانب سفر کیا تو یہ شرعی زیارت نہیں بلکہ بدعت ہے۔

(صدیق حسن خاں مولوی رحلۃ الصدیق ص ۴۷)

مولوی محمد اسمٰعیل یمنی نے روضۂ انور کے بارے میں یہ ایمان سوز فیصلہ صادر کیا تھا۔

(فان قلت) هذا قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم قد عمرت عليه قبة عظيمة انفقت فيها الاموال (قلت) هذا جهل عظيم بحقيقة الحال۔

اگر تو کہے، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ہے، اس پر بہت سا مال خرچ کیا ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ درحقیقت یہ بہت بڑی جہالت ہے۔

(محمد بن اسماعیل یمنی مولوی تطہیر الاعتقاد ص ۲۶)

مولوی اسمٰعیل غزنوی نے اس سلسلے میں خارجیت کے نشے سے بدمست ہو کر یوں لکھا ہے۔

"آج کل صالحین کی قبور پر جو گنبد اور قبے بنائے گئے ہیں وہ بھی بطور ایک بت کے ہیں۔" (اسماعیل غزنوی مولوی تحفۃ الوہابیہ ص ۵۹)

اسی مولوی اسمٰعیل غزنوی نے اسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے۔

آستانوں کی زیارت کے لئے شد رحال
اس میں کیا شان پرستاری اصنام نہیں

یہ ہے غیر مقلد وہابیہ کی نظر میں روضہ اطہر اور روضة من رياض الجنة کی قدر و قیمت، اور یہ ہے ان کی حبیب پروردگار اور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عقیدت اور وابستگی، اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ایسے خلاف روح ایمان نظریات سے محفوظ و مامون رکھے اور وہابیت کی بلا سے بچائے۔ آمین۔

انکار تقلید:۔ مسئلہ تقلید ہی فرقہ سازی کے راستے میں سد سکندری کا کام دیتا تھا، لیکن جب سے وہابیہ نے انکار تقلید کا فتنہ اٹھایا ہے۔ اسی وقت سے فرقہ سازی و تفرقہ بازی کا سیلاب امنڈتا آرہا ہے۔ جس نے ملت اسلامیہ کو مختلف ٹولیوں میں بانٹ کر رکھ دیا۔ اسی فتنہ کے باعث ایک خدا کو ماننے والے، ایک ہی آخری رسول کے امتی کہلانے والے، ایک قران کو اپنا ضابطہ حیات و اساس دین گرداننے والے، ایک ہی قبلے کی جانب منہ کر کے نماز پڑھنے والے، باہم دست و گریبان ہیں، جن کی سعی بلیغ غیر مسلموں کو مسلمان بنانے اور اسلام کا دفاع کرنے کے لئے وقف ہونی چاہیے تھی۔ انہیں آپس میں برسرپیکار رہنا پڑ رہا ہے۔ اب ابجد خوان بھی اٹھ کر فخر غزالی و رازی بن جاتا ہے اور تحقیق کے نام پر

مقدس شجر اسلام کی اپنی عقل و دانش کے مطابق کاٹ چھانٹ شروع کر دیتا ہے۔ کھوٹ کاریگر ہونے کے باعث اصلاح کے نام پر فتنہ بازی اور ملت اسلامیہ سے خیر خواہی کے پردے میں اسے اتنا نقصان پہنچایا جاتا ہے جتنا غیر مسلم بھی نہیں پہنچا سکتے۔ جائے غور کہ غزالی و رازی (رحمۃ اللہ علیہما) جیسے آسمان علم و عرفاں کے ماہ تمام اور جنید و بایزید نیز غوث اعظم و مجدد سرہندی جیسے بحر معرفت کے شناور و میدان طریقت کے شہسوار تو تقلید سے مستغنی نہ ہوئے۔ انہوں نے قطعاً انکار نہ کیا، لیکن چودھویں صدی کے ان بکھاری، ترجمی اور مسکات پڑھے ہوئے صاحبان کو تقلید سے آزاد ہونے اور آئمہ مجتہدین پر لعن طعن کرنے کا خدائی پرمٹ مل گیا ہے؟ کیا یہ حضرات امت محمدیہ کے ان لاکھوں اکابر سے علم و عرفاں میں ممتاز ہیں جو ہر دور میں اسلام کی حقانیت کے زندہ ثبوت اور راہ ہدایت کے بلند و بالا اور روشن مینار تھے؟ کاش! یہ محقق ہونے کا دعویٰ کرنے والے کبھی ان اکابر کے علم و عرفان کو سامنے رکھ کر اپنے گریبانوں میں جھانکنے اور ان بزرگوں کے حضور اپنی علمیت و قابلیت کا حدود اربعہ ناپنے کی زحمت گوارا فرمالیں، تو محققی کا سارا وزن چشم زدن میں تل جائے۔ بلند بانگ دعاوی کا پورا بھرم کھل جائے۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

مجتہدین عظام پر طعن: ۔ چونکہ ائمہ مجتہدین نے عرق ریزی کر کے قرآن و حدیث سے مسائل کا استنباط کیا اور اپنی عزیز عمریں فرقہ بازی و فرقہ سازی کے سد باب میں خرچ کر دیں تاکہ آئندہ نسلیں نا اہلوں کے پیچھے لگ کر اپنی عاقبت برباد کرنے سے بچ جائیں یہ حقیقت ہے کہ ائمہ دین کی تقلید پر قائم رہنے سے کوئی فرقہ بن ہی نہیں سکتا۔ ملت اسلامیہ کے ٹکڑے کئے ہی نہیں جا سکتے۔ وہابی حضرات نے فرقہ بازی کا دروازہ کھولنے کی خاطر اور تفرقہ بازی کا بیج بونے کی غرض سے تقلید ہی کا انکار کر دیا اور جن بزرگوں کی تقلید پر امت محمدیہ متفق چلی آ رہی تھی ان حضرات پر ہی زبان طعن دراز کرنی شروع کر دی۔ چونکہ مجتہدین حضرات میں سراج امت محمدیہ امام اعظم حضرت نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی ۱۵۰ھ) کی شخصیت سب سے قد آور ہے، اس لئے مبتدعین حضرات نے حضرت امام اعظم قدس سرہ کو اپنا خصوصی ہدف بنایا۔ تقلید کے بارے میں غیر مقلدین حضرات کے سابق امیر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب (المتوفی ۱۳۸۷ھ) نے لکھا ہے۔

''اس قسم کی سینکڑوں جزئیات مروجہ فقہ کے دفاتر میں موجود ہیں جو عقل و شعور کے دامن کو بڑے زور سے جھنجھوڑتی ہیں۔ بجز تقلید اور عصبیت کے ان کے قبول کے لئے ذہن آمادہ نہیں ہوتا۔ ان گزارشات کا یہ مطلب نہیں کہ فقہ حنفیہ کے سارے مسائل سطحی اور عدم احتیاط پر مبنی ہیں بلکہ بعض مقامات میں انتہائی تفقہ اور گہرائی سے کام لیا گیا ہے اور بڑی محتاط روش اختیار فرمائی گئی ہے۔ اس لئے دور اندیش اور محقق علماء کی رائے ہے کہ ان مروجہ مسالک میں سے کسی مسلک کے ساتھ کلی وابستگی نہیں رکھنی چاہیے۔ خذ ما صفا دع ما کدر پر عمل ہونا چاہیے۔'' (محمد اسماعیل مولوی مقدمہ حسن البیان ص ۱۷)

اس عبارت سے یہ تاثر بھی سامنے آتا ہے کہ احناف یا دوسرے مسالک میں امیر الوہابیہ موصوف کے پائے کا ایک بھی عالم پیدا نہیں ہوا کہ موصوف کو سینکڑوں جزئیات فقہ کا صریح غلط ہونا نظر آ گیا۔ لیکن وہ حضرات انہیں دیکھنے سے قاصر رہے۔ اگر غیر مقلدین حضرات برا نہ منائیں تو ہم یہ عرض کئے دیتے ہیں کہ ان حضرات کی تو خاک پا بھی آپ کے ان خانہ ساز محققین سے زیادہ عالم تھی، ہاں بعض مسائل میں آپ کو کجی یا کوتاہی جو نظر آتی ہے، اس کے لئے ذرا غور سے دیکھ لیجئے کہ یہ آپ حضرات کا اپنا ہی بھینگا پن تو نہیں ہے؟ علاوہ ازیں غیر مقلد حضرات اگر ایسے ایک بھی مسلمہ محقق عالم دین کی نشان دہی نہ کر سکیں جس نے کہا ہو کہ مروجہ مسالک میں سے کسی ایک کے ساتھ کلی وابستگی نہیں رکھنی چاہیے۔ خذ ما صفا دع ما کدر پر عمل ہونا چاہیے، تو ہم صرف اتنی سی گزارش کریں گے کہ فاتقوا النار التی وقودھا الناس و الحجارۃ یعنی اپنی جانوں پر ترس کھاؤ اور اس آگ سے خود کو بچالو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

اب نمونے کے طور پر سرگروہ غیر مقلدین یعنی میاں نذیر حسین دہلوی کے شاگرد مولوی عبدالعزیز محمدی رحیم آبادی (المتوفی ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء) کا دلخراش تبصرہ اور چاند کی طرف تھوکنا ملاحظہ ہو۔

''بات یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ سے چونکہ حدیث کی روایت نادر ہے الا ماشاء اللہ اور یہ فن حدیث میں بے مائیگی اور نقصان اجتہاد کی دلیل تھی، لہٰذا نعمانی لوگ اس کو یوں منانا چاہتے ہیں کہ امام صاحب کو شروط روایت میں شدت و احتیاط تھی۔ بھلا امام صاحب کو روایت میں تو یہ احتیاط تھی اور قیاس میں احتیاط نہ ہوئی کہ شریعت محمدی میں بلا تامل اپنی عقل پر اعتماد کر کے حکم شرع لگا دیا اور علی ہذا یہ کہنا کہ امام صاحب نے یہ اصول قائم کئے، یہ سب بے سروپا باتیں ہیں جن کا

کوئی ثبوت نہیں اور علمائے مقبولین کی تصریحات اس کے خلاف موجود ہیں۔" (عبدالعزیز رحیم آبادی مولوی حسن البیان مطبوعہ لاہور بار سوم ص ۸۳۔۸۲)

اگر موصوف کی اس زہرافشانی میں ذرا بھی صداقت تسلیم کرلی جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ امت محمدیہ کے اکثر اکابر جو حضرت امام المسلمین قدس سرہ کی شان میں رطب اللسان رہے ہیں اور ہمیشہ ان کی علمیت کو خراج عقیدت پیش کرتے آئے ہیں، ان میں سے ایک بھی زیور علم اور تقویٰ و طہارت سے آراستہ نہیں تھا کہ علم حدیث سے ناواقف اور قرآن و حدیث کی تعلیمات کو مسخ کرنے والے کی امامت پر متفق رہے۔ کاش! یہ مبتدعین حضرات اس طرح امت مرحومہ کو امت ملعونہ ٹھہراتے وقت کبھی گریبانوں میں جھانک کر بھی دیکھ لیا کریں اور ان بزرگوں کے حضور اپنی لیاقت کا اندازہ کر کے کچھ تو خوف خدا اور خطرۂ روز جزا کو ملحوظ رکھا کریں۔ موصوف نے امام المسلمین قدس سرہ سے کدورت رکھنے کا یوں بھی اظہار کیا ہے۔

"ان (محدثین) کا استناد تو کتاب و سنت و آثار صحابہ ہی پر ہے البتہ جن لوگوں کے پاس قیاس کا ہتھکنڈہ موجود تھا انہوں نے طلب حدیث میں زحمت سفر و مشقت اٹھانے کی نہ ضرورت دیکھی نہ کی۔ جو مسئلہ پیش آیا اسی ہتھکنڈے (قیاس) سے فوراً جواب دے دیا۔ ایسے لوگ اس وقت قیاس کہلاتے تھے جیسا کہ صاحب سیرۃ النعمان نے حصہ اول میں خود اقرار کیا ہے۔ علاوہ امام ابوحنیفہ کے مناظرے جو آپ نے نقل کئے ہیں، وہ بھی اسی کے شاہد ہیں کہ امام ابوحنیفہ نے قیاس ہی سے جواب دیئے ادلہ شرعیہ کا وہاں نام بھی نہ تھا۔"

(عبدالعزیز آبادی مولوی حسن البیان، ص ۹۱)

یہ ہے مبتدعین زمانہ کا چاند کی طرف تھوکنا اور ساری امت محمدیہ کو شریعت محمدیہ کا مخالف ٹھہرانا کہ جو شخص ادلہ شرعیہ سے واقف ہی نہیں تھا۔ اسے امام الائمہ اور سراج امت محمدیہ مانتے چلے آرہے ہیں۔ بہرحال وہ اکابر جو اپنے اپنے دور میں سرمایہ روزگار تھے اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے آئے، ان کے مقابلے پر چند مبتدعین زمانہ کی غوغا آرائی کہاں قابل التفات ہے؟ علاوہ بریں جب ان حضرات نے توہین و تنقیص شان رسالت کو اپنا محبوب مشغلہ اور اپنے دین کا رکن اعظم بنایا ہوا ہے، تو امام المسلمین قدس سرہ کی ایسے لوگوں کی زبان و قلم سے

تنقیص ہونا کون سا محل تعجب یا نرالی بات ہے؟ ان حضرات کی ایسی زہرافشانیوں کا جائزہ ہم نے ایک مقالے میں لیا ہے جو ان شاء اللہ تعالیٰ دوبارہ نئی آب و تاب سے منظر عام پر جلوہ گر ہونے والا ہے۔

غلاظت پسندی:۔ چونکہ وہابی حضرات تقلید سے آزاد اور محقق بن کر شتر بے مہار کی طرح من مانی کرتے ہیں اس لئے شریعت محمدیہ کو ایک کھلونا یا بازیچہ اطفال بنالیا ہے۔ منی کے بارے میں ان کے شیخ الکل یعنی میاں نذیر حسین دہلوی کا فیصلہ ملاحظہ ہو۔

"بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ منی پاک ہے"

(نذیر حسین دہلوی مولوی فتاویٰ نذیریہ جلد اول، ص ۲۹۷)

یہ بڑے میاں کی تحقیق تھی اب ایک چھوٹے میاں کی زبانی سنئے اور ان کی طہارت پسندی کو داد دیجئے۔ انہوں نے بھی بڑی دھوم دھام سے اپنی تحقیق انیق کے وہابیہ کی خاطر یوں انمول موتی بکھیرے ہیں۔

"لیکن صحیح قول یہی ہے کہ منی پاک ہے" (ابوالحسن مولوی فقہ محمدیہ کلاں، ص ۴۱)

"صواب یہ ہے کہ دونوں (مرد و عورت) کی منی پاک ہے۔" (ایضاً، ص ۴۱)

ان حضرات کی طہارت پسندی کا اس سے بھی بڑا تحفہ ملاحظہ فرمایئے۔ موصوف لکھتے ہیں۔

"جب بچہ عورت کی فرج سے باہر نکلے اور اس پر فرج کی رطوبت ہو، تو وہ بھی پاک ہے۔" (ایضاً، ص ۴۲)

"زیادہ ترجیح قول یہ ہے کہ کتے اور خنزیر کے سوا اور سب جانوروں کی منی پاک ہے"۔ (ایضاً، ص ۴۱)

وہابیہ کی طہارت کا پانی:۔ وہابی حضرات اپنی یا کسی اور کی یا کتے اور خنزیر کے سوا کسی بھی جانور کی منی میں لتھڑے ہوئے ہوں تو ان کی پاکی پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اب وہ نماز کی تیاری کریں گے۔ وضو کے لئے کیسا پانی درکار ہے؟ چنانچہ کنوئیں کے پانی کی پاکی ناپاکی کے سلسلے میں میاں نذیر حسین صاحب سے سوال ہوتا ہے جو مع جواب ملاحظہ ہو۔

سوال۔ چہ فرمایند علمائے دین دریں مسئلہ کہ اگر سگ در چاہ افتادہ چہ حکم است۔ بینوا۔

جواب۔ "حکم چاہ مذکور آنست کہ اگر آب آں چاہ از افتادن سگ متغیر نہ شدہ است بلکہ برحال

خوداست آں چاہ طاہر است"۔

اب مولوی عبدالستار دہلوی کی سن لیجئے کہ اس بارے میں وہ کیا فرماتے ہیں۔

"کنویں میں چوہا وغیرہ گر جائے تو کنواں ناپاک نہ ہوگا کیونکہ آنحضور ﷺ کے زمانہ میں مدینہ کے نواح میں بئر بضاعہ تھا، جس میں حیض کے کپڑے، مردار کے گوشت کی ہڈیاں گرتی تھیں۔ لوگ اس سے پانی پیتے تھے۔ آپ کو بھی اس سے پانی دیا جاتا تھا۔ آپ سے اس کا مسئلہ پوچھا گیا۔ تو فرمایا۔ ان الماء طهور لاینجسه شئی۔ کہ پانی پاک ہے اس کو کوئی چیز پلید نہیں کرتی"

(نذیر حسین دہلوی مولوی فتاویٰ نذیریہ جلد ا، ص ۲۰۰)

اپنی غلاظت پسندی کی عادت کو پورا کرنے کی خاطر سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی افتراء کر دیا۔ سرورِ کون ومکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیسی کیسی نجاستوں۔ غلاظتوں کے پلا دینے کا دعویٰ کر دیا، پھر پانی کے کسی صورت میں ناپاک نہ ہونے کا حکم بھی اس سرکار کی جانب زبان زوری سے منسوب کر دیا۔ مزید ملاحظہ ہو۔

سوال (۵۰۱)۔ ایک لڑکی جس کی عمر تقریباً دس بارہ سال تھی۔ کنویں میں گر کر مر گئی اور مردہ حالت میں باہر نکالی گئی، جس کا سر بالکل پھٹا ہوا تھا۔ کنویں کی گہرائی تقریباً ۳۵ گز سے ۴۰ گز ہے۔ اس میں تقریباً پانی آٹھ نو فٹ موجود رہتا ہے۔ اس کی صفائی کا حکم کس طرح ہے؟ تقریباً اس لڑکی کی لاش کنویں میں دو گھنٹہ رہی۔

جواب۔ صورت مسئولہ میں واضح ہو کہ پانی کا مزہ یا بو یا رنگ بدل گیا ہے۔ تو تمام پانی نکالا جائے گا ورنہ کوئی ضرورت نہیں۔ لقوله علیه السلام الماء طهور لا ینجسه شئی الا ماغلب ریحه اوطعمه اولونه ینجسه تحدث فیه. نیز نبی علیہ السلام کا فرمان ہے۔ اذا کان الماء قلتین لم یحمل الخبث۔ یعنی جبکہ دو قلے پانی ہو تو وہ ناپاک نہیں ہوتا۔ اب خواہ اس کو کوئی استعمال کرے یا نہیں کرے لیکن شرعاً وہ ناپاک نہیں ہے"

غیر مقلدین حضرات کے نزدیک قلتین یعنی دو بڑی مشکوں کے برابر پانی کسی جگہ موجود ہو تو وہ جاری پانی کا حکم رکھتا ہے اور جب تک اس کا رنگ، مزہ یا بو نہ بدلے کسی نجاست کے باعث اس پر ناپاکی کا حکم جاری نہیں ہوتا۔ وہ پاک ہی قرار دیا جاتا ہے۔ چنانچہ میاں نذیر حسین دہلوی نے لکھا ہے۔

"مراد پانی سے یہاں پانی قلیل (دو بڑی مشکوں سے کم) ہے۔ اگر کثیر (دو بڑی مشکوں کے برابر) ہو۔ حکم جاری کا رکھتا ہے اور نجس نہیں ہوتا پیشاب وغیرہ ہے۔"

یہ ہے غیر مقلدین حضرات کی شان تحقیق اور یہ ہے ان کی حدیث سے وابستگی جس کے بل بوتے پر آئمہ دین کے منہ آتے اور بزرگان دین کو قرآن وحدیث سے ناواقف ٹھہراتے ہیں لیکن خود یہ عالم ہے کہ ابوسفیان ظریف بن شہاب جیسے ضعیف ومتروک راوی کی حدیث کے سہارے سارے جہان کی پلیدی اپنے لئے پاک ٹھہرالی۔ حالانکہ محدثین نے حدیث قلتین کو مضطرب اور بعض حضرات نے موضوع قرار دیا ہے۔ خود یہ حدیث پر عمل کہ صحیح احادیث کو چھوڑ کر مضطرب وموضوع کو دین ومذہب بنائیں اور اسی بل بوتے پر ائمہ دین کی تحقیقات جلیلہ میں کیڑے بتائیں۔ اللہ تعالیٰ عقل ودانش عطا فرمائے۔ آمین۔

کاش! غیر مقلدین حضرات کبھی یہ سوچنے کی زحمت بھی گوارا فرمالیں کہ اگر ان کے ایسے مسائل سے غیر مسلم آگاہ ہو جائیں تو مسلمانوں، اسلام اور پیغمبر اسلام کے بارے میں وہ کیا نظریہ قائم کریں گے؟ اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ ان لوگوں کے نزدیک دو بڑی مشکوں کے برابر پانی کسی جوہڑ میں ہو اور اتنے سے پانی میں پیشاب، پاخانہ یا مرا ہوا کتا، بلی، چوپایا کوئی اور نجس چیز پڑی ہوئی ہو تو یہ پانی غلاظتوں کا مجموعہ ہونے کے باوجود یہ لوگ پاک سمجھتے ہیں۔ اس سے وضو وغسل کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اسے بے دھڑک پی سکتے ہیں۔ پیغمبر اسلام نے مسلمانوں کی ایسی تربیت کی تھی کہ جس کنویں سے پانی پیتے تھے اسی میں حیض کے لتھڑے کپڑے ڈالے جاتے، اسی میں مردہ جانوروں کا گوشت اور ہڈیاں پھینک دیتے تھے اور بے دھڑک اسی پانی کو نہ صرف خود پیتے رہتے بلکہ اپنے نبی کو پلاتے اور مسلمانوں کا نبی انہیں اس حرکت سے روکنے کی بجائے ایسی حرکتوں پر اور ابھارتا کہ خود اس پانی کو پی لیتا اور اس کے پاک صاف ہونے کا حکم صادر فرما دیتا تھا۔ واللہ یحب المطهرین۔ اللہ پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ لیکن غیر مسلم کہہ سکتے ہیں کہ اگر اسلام میں پاکی ناپاکی کا معیار یہی ہے جو غیر مقلدین پیش کرتے ہیں تو اس طرح اسلام میں پاکیزگی کا تصور تک نہیں پایا جاتا اور غلاظت پسندی کے باعث یہ ہرگز خدا کے پسندیدہ بندے نہیں ہو سکتے۔ امید ہے کہ یہ نرالے محققین ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں گے۔

غیر مقلدین کی شان عبادت گزاری:۔

وہابی حضرات اگرچہ قطعاً پلید جوہڑ کے پانی

سے وضو غسل کر کے بے تکلف عبادات ادا کر سکتے ہیں لیکن انہیں اس سے بڑھ کر سہولت حاصل ہے ملاحظہ ہو کہ جنبی و محدث کا اذان پڑھنا صاف جائز قرار دیا ہوا ہے چنانچہ لکھا ہے۔

''وجائز است تاذین محدث اگرچہ باطہارت افضل است'' (نورالحسن خان عرف الجادی، ص ۲۲)

اب سجدہ تلاوت کے بارے میں ان حضرات کے سرگروہ کی تحقیق ملاحظہ ہو۔ موصوف نے لکھا ہے۔

''پس اس حدیث سے جواز سجدہ تلاوت بے وضو نیز ثابت ہوتا ہے''

(محمد ابوالحسن مولوی فقہ محمدیہ کلاں، ص ۹۷)

اب ذرا ان حضرات کے غسل کی مزید کیفیت ملاحظہ فرمائی جائے۔ مولوی محمد ابوالحسن صاحب لکھتے ہیں۔

''اگر سارا حشفہ غائب نہ ہو بلکہ بعض غائب ہو اور بعض باہر ہے تو اس کے ساتھ کوئی حکم متعلق نہیں ہوتا۔ نہ اس پر غسل واجب ہوتا ہے نہ کوئی اور حکم اس کے ساتھ متعلق ہوتا ہے۔''

(محمد ابوالحسن فقہ محمدیہ کلاں، ص ۶۵)

اب میاں نذیر حسین دہلوی کے شاگرد مولوی محمد سعید صاحب کی عجیب وغریب تحقیق ملاحظہ ہو، جس سے غیر مقلد حضرات روزانہ فائدہ اٹھاتے اور مزے لوٹتے ہوں گے۔ انہوں نے لکھا ہے۔

''جو اپنی بیوی سے جماع کرے اور انزال نہ ہو تو اس کی نماز بغیر غسل کے درست ہے''۔ (محمد سعید مولوی ہدایت القلوب قاسیہ، ص ۳۶)

اب وہابی صاحب وضو کی جانب رجوع فرماتے ہیں۔ اس میں بھی جدت ملاحظہ ہو۔

''کافی ہے مسح کرنا پگڑی پر'' (صدیق حسن خان مولوی فتح المغیث، ص ۶)

دوسرے غیر مقلد صاحب کا جوش تحقیق اور شان محققانہ بھی قابل دیدنی ہے انہوں نے لکھا ہے

''وضو میں بجائے پاؤں دھونے کے مسح فرض ہے۔''

(محمد ابراہیم مولوی فتاویٰ ابراہیمیہ، مطبوعہ الہ آباد، ص ۲)

وہابی مرد وزن اکٹھے نماز پڑھیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ چنانچہ لکھا ہے۔

''اسی طرح اگر عورت مردوں کے ساتھ کھڑی ہو جاوے تو جمہور علماء کے نزدیک اس کی نماز بھی نہیں ٹوٹتی اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر عورت مرد کے برابر کھڑی ہو جائے۔ تو مرد کی نماز ٹوٹ جاتی ہے اور عورت کی نہیں ٹوٹتی، لیکن یہ قیاس مع الفارق ہے۔'' (محمد ابوالحسن مولوی فقہ محمدی کلاں، ص ۱۵۷)

بلکہ غیر مقلدین حضرات کے شیر پنجاب نے تو اس سے بھی جرائت مندانہ فیصلہ صادر فرمایا ہوا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

سوال۔ کوئی شخص عورتوں کو عیدگاہ میں لے جانے کی کوشش کرے تو اس کی مخالفت کرنی جائز ہے یا نہیں؟

جواب ہرگز مخالفت جائز نہیں۔ (ثناء اللہ امرتسری مولوی فتاوی ثنائیہ، ج، اول، ص ۱۳۷)

خیر سے غیر مقلد حضرات اپنی عورتوں کو ساتھ لے کر نماز میں مشغول ہو گئے اب مردوں اور عورتوں کی منی خارج ہونے لگتی ہے تو اس صورت کے بارے میں انہیں یہ تلقین فرمائی ہے۔

''اسی طرح اگر منی اتر کر ''ذکر'' کے درمیان آوے اور وہ شخص نماز کے اندر ہو۔ وہ اپنے ذکر کو کپڑے کے اوپر سے پکڑ رکھے اور منی باہر نہ نکلے، یہاں تک کہ سلام پھیرے تو اس کی نماز درست ہو جاتی ہے کہ وہ ہمیشہ پاک ہے یہاں تک کہ منی باہر نکلے اور عورت کا حکم بھی مانند مرد کے ہے''؟

(محمد ابوالحسن فقہ محمدی کلاں، ص ۶۹)

مندرجہ بالا حوالہ جات سے وہابی حضرات کی نماز کا نقشہ ان کی محققانہ شان کے باعث یوں سامنے آتا ہے کہ غیر مقلد صاحب اپنی اہلیہ محترمہ سے صحبت کر رہے تھے کہ کسی مسجد سے اذان کی آواز سنی۔ انزال ابھی نہیں ہوا تھا کہ دونوں اسی طرح لتھڑے ہوئے نماز کی جانب دوڑے، دونوں نے اس کنویں کے پانی سے وضو کیا، جس میں کتا گر گیا تھا یا کوئی لڑکی گر گئی تھی اور اس کا سر بھی پھوٹ گیا تھا یا گاؤں کے جوہڑ پر جا پہنچے جس میں گاؤں کی بھینسیں روزانہ پیشاب گوبر کرتی ہیں لیکن اس میں پانچ دس بڑی مشکوں کے برابر پانی ہے۔ وضو کرتے ہوئے وہابی صاحب نے پگڑی پر مسح کیا حالانکہ اللہ جل مجدہ نے وامسحوا برء وسکم فرمایا ہے لیکن نرالے محققوں نے وامسحوا بعمامتکم بنا لیا ہے اور وہابن صاحبہ نے دوپٹے پر مسح کر لیا ہوگا۔ اتنی دیر میں ایک صاحب نے حالت جنابت میں آ کر اذان پڑھ دی۔ مولوی صاحب حشفہ والا مذکورہ تماشا کر رہے تھے کہ اذان کی آواز سن کر سابقہ وضو سے نماز پڑھانے مصلے پر کھڑے ہو گئے۔ انزال سے پہلے نماز کی جانب دوڑ آنے والا جوڑا، مولوی صاحب کی

اہلیہ محترمہ اور مؤذن صاحب پیچھے کھڑے ہو گئے۔ سابقہ کرتوت کا خیال آتے ہی مذکورہ جوڑے، مولوی صاحب و مولون صاحب کی منی خارج ہونے لگی۔ فوراً چاروں حضرات کے دائیں ہاتھ اپنے ان مقاموں پر ہی پہنچ گئے جہاں پہنچانے کی ان کے بڑوں نے تلقین فرمائی ہے۔ مؤذن صاحب نے جب رابعہ اندر کے اکھاڑے کا یہ تماشا دیکھا تو ان کے جذبات بھی بے قابو ہو گئے۔ مجبوراً انہیں بھی اپنا دایاں ہاتھ مقام خاص پر پہنچانا پڑا، پانچوں حضرات کا ایک ایک ہاتھ قیام ہو یا قعدہ، رکوع ہو یا سجدہ ہر حالت میں اسی مقام پر پڑا ہوا ہے جہاں اس کی اشد ضرورت محسوس ہو رہی ہے اور جہاں پانچوں کی توجہ مرکوز ہو کر رہ گئی ہے۔ رفع یدین کا مسلہ بھی بڑھ کر رفع ید ہو کر رہ گیا ہے۔ سلام پھیرتے ہی پانچوں بغیر دعا مانگے اسی طرح ہاتھوں سے صورت حال کو سنبھالتے ہوئے جلد از جلد باہر دوڑ گئے۔ اگر دعا مانگتے تو ہاتھ ہٹانے پڑتے۔ جس سے مضحکہ خیز سیل رواں آ جاتا۔ یہ تھی وہ محققانہ نماز جس سے پانچوں نے فراغت پائی۔ بجز غیر مقلد حضرات کے ایسی عبادت گزاری کس کے حصے میں آئی۔ اللہ تعالیٰ جملہ مدعیان اسلام کی سچی ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین۔

غیر مقلدین کے دیگر محبوب مشغلے :۔ وہابی و نجدی حضرات قبہ شکنی میں شہرہ آفاق ہیں مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی تو اس مرحلے تک پہنچنے سے پہلے ہی پٹھانوں کے ہاتھوں ذبح ہو چکے تھے۔ غیر مقلد حضرات کے ہاتھوں میں ہزار جتن کے باوجود صرف قلم ہے۔ جس سے وہ اکابر دشمنی کی بھڑاس نکال لیا کرتے ہیں۔ چنانچہ مولوی محمد اسمٰعیل غزنوی نے لکھا ہے۔

"آج کل صالحین کی قبور پر جو گنبد اور قبے بنائے گئے ہیں، وہ بھی بطور ایک بت کے ہیں۔" (محمد اسماعیل غزنوی مولوی تحفہ وہابیہ ص ۵۹)

اب غیر مقلد حضرات کا دوسرا مشغلہ ملاحظہ فرمایئے مولوی عبدالستار دہلوی جواب دیتے ہیں

سوال۔ زید کہتا ہے کہ مسجد میں محراب بنانا ناجائز ہے اور عمرو کہتا ہے کہ جائز ہے۔ جواب طلب امر یہ ہے کہ قولین میں سے کون سا قول صحیح اور قابل قبول ہے؟ (عبدالودود۔ قصبہ جھالو)

جواب بے شک مساجد میں محراب مروجہ کا بنانا ناجائز اور بدعت ہے (عبدالستار مولوی فتاویٰ ستاریہ جلد اول ص ۶۳)

تیسرا مشغلہ کہ نوافل کی کثرت اور شب بیداری بھی ان حضرات کے نزدیک ممنوع و بدعت ہے۔ مولوی عبدالستار صاحب سے اس کے متعلق سوال ہوا جو مع جواب ملاحظہ فرمایئے۔

سوال۔ شب برات یعنی ۱۴ تاریخ شعبان کو اکثر عورتیں مرد نفلیات رات بھر پڑھتے ہیں، اس کا ثبوت شریعت محمدیہ میں ہے یا نہیں؟

جواب۔ شب برات کو رات بھر نفلیات وغیرہ پڑھنا بدعت ہے اور اپنی جانب سے دین اکمل کے اندر زیادتی کرنی ہے جو کہ شرعاً ممنوع ہے۔" (ایضاً ص ۶۷)

چوتھا مشغلہ سالانہ ہے۔ جس پر یہ حضرات عیدالاضحیٰ کو عمل پیرا ہوتے ہوں گے۔

سوال۔ معروض آنکہ زمانۂ حال میں چیزوں کی گرانی حد سے بڑھ گئی ہے۔ اس وجہ سے امسال قربانی کا جانور پندرہ بیس روپے سے کم ملنا دشوار ہے۔ بندہ نے سنا تھا کہ پہلے کسی صحیفہ میں یہ مضمون نکل چکا ہے۔ کہ مرغ کی قربانی بھی جائز ہے۔ فرمان نبوی الدین یسر اور فرمان الٰہی ما جعل فی الدین من حوج کے عموم کے ماتحت اگر آپ مرغ کی قربانی جائز سمجھتے ہوں تو بندہ کی تحقیق کرا دیں۔

(از مولوی محمد ضلع فیروز پور)

جواب۔ شرعاً مرغ کی قربانی جائز ہے۔ (فتاویٰ ستاریہ جلد دوم، ص ۴۷)

پانچواں مشغلہ مسلمانان اہل سنت و جماعت کو مشرک و بدعتی سمجھنا اور ان سے مقاطعہ کرنا بھی ملاحظہ ہو۔

سوال۔ نام کا مسلمان، شرکیہ افعال کرنے والے کا نکاح موحدہ عورت سے جائز ہے یا ناجائز؟

جواب۔ حرام ہے۔ (فتاویٰ ستاریہ جلد اول، ص ۴)

سوال۔ (۱۱۱) عنداللہ و عندالرسول نکاح کس بات سے ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب۔ عورت موحدہ مسلمہ صوم و صلوٰۃ کی پابند ہو اور خاوند مشرک، بدعتی، مولود پرست، گیارہویں پرست، تعزیہ پرست وغیرہ وغیرہ یا تارک صوم و صلوٰۃ ہو وغیرہ وغیرہ یا اس کے برعکس، بس نکاح ٹوٹ گیا۔ لاھن حل لھم ولا ھم یحلون لھن۔

(فتاویٰ ستاریہ جلد اول، ص ۷۸)

اگر غیر مقلد حضرات کے ایسے فتووں کو شرعی حکم کے مظہر سمجھ لیا جائے تو کتنے فیصد نکاح آج درست قرار پا سکتے ہیں؟ غیر مقلد حضرات غور تو فرمائیں کہ ان کے فتووں کی رو سے کتنے مدعیان اسلام بلکہ ان کے ہم مشرب بھی ولد الزنا قرار پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ مدعیان اسلام کو عقل سلیم عطا فرمائے۔ آمین۔ اسی تصویر کا یہی افسوسناک رخ قارئین حضرات مزید ملاحظہ فرمائیں۔ چنانچہ مرقوم ہے۔

سوال۔ (۳۵۴) اگر نام کا حنفی باپ ہو یا ماں ہی کیوں نہ ہو، ان کی دنیاوی خدمت بجالانی کیسی ہے اور ان کا جنازہ پڑھنا چاہیے یا نہیں؟ مخالف اسلام ہونے کی وجہ سے دل تو ان کی خدمت کو بھی نہیں چاہتا۔

جواب۔ والدین کی دنیاوی امور میں اطاعت خدمت کرنی چاہیے لقولہ تعالیٰ و صاحبھما فی الدنیا معروفا (الایہ) اور اگر بے نماز مشرک ہیں تو نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے۔

(فتاویٰ ستاریہ جلد سوم، ص ۳۸)

سوال۔ (۲۶۸) مشرک بدعتی کو سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا، میل جول رکھنا جائز ہے یا نہیں، اگر چہ وہ کلمہ گو ہو۔

جواب۔ مشرکین مبتدعین کو سلام کرنا یا ان سے اسلامی تعلقات و موالات قائم رکھنا شرعاً سخت معیوب و مذموم ہے۔ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سلام کہلا بھیجا تو عبداللہ بن عمر صحابی رسول نے اس کا جواب نہیں دیا...... پس حدیث ہذا سے اظھر من الشمس و ابین من الامس ہو گیا کہ مشرکین مبتدعین بددین فساق و فجار کے ساتھ نشست و برخاست کرنا، ان کے ساتھ سلام و کلام کرنا ان کے سلام کا جواب دینا معیوب و مذموم ہے۔ الخ (فتاویٰ ستاریہ جلد دوم، ص ۱۲)

مسلمانان اہلسنت و جماعت یعنی سواد اعظم کے ساتھ غیر مقلد حضرات کا یہ سلوک کہ ان سے سلام و کلام تک معیوب و مذموم لیکن انگریز کی دشمن اسلام حکومت کی چوکھٹ پر ناصیہ فرسائی اور گاندھی جیسے کھلے مشرک، خبیث بت پرست کے سامنے سجدہ ریزی۔ آج ان غیر مسلموں کے سامنے یہ فتوے کیوں دماغوں سے نکل گئے؟ غیر مقلد حضرات کے لئے ایسے فتوے سنی مسلمانوں کے خلاف ہونے چاہیے تھے۔ یا نصاریٰ و ہنود کے متعلق؟

وہابی خورد و نوش:۔ جس طرح وہابی حضرات کے لئے ہر میدان بڑا وسیع اور اس میں من مانی کی عام اجازت ہے، اسی طرح کھانے پینے کی چیزوں میں ان حضرات کے ماکولات و مشروبات کی فہرست بھی کچھ نرالی اور تعجب خیز قسم کی ہے۔ پہلا پسندیدہ مشروب ملاحظہ ہو۔

سوال۔ اونٹ کا پیشاب پینا مریض کے لئے حدیث ہے مگر بڑی مکروہ چیز ہے۔ کیسے جائز ہوا؟ ہندو لوگ عورت کو نفاس کی حالت میں گائے کا پیشاب پلاتے ہیں۔ کیا باعث اعتراض نہیں ہے۔

جواب۔ حدیث شریف میں بطور دوائی استعمال کرنا جائز آیا ہے۔ جس کو نفرت ہو وہ نہ پئے۔ لیکن حلت کا اعتقاد رکھے۔ ایسے ہی گائے بکری کے بول کے متعلق بھی آیا ہے۔ لا باس ببول ما یؤکل لحمہ۔ (ثناء اللہ امرتسری مولوی فتاویٰ ثنائیہ جلد اول، ص ۵۵۵)

اب غیر مقلدین کے دوسرے مشروب مرغوب کا ذکر ہو جانا چاہیے۔ جس کی نہریں تقریباً ہر گھر میں رواں ہیں۔ کسی صاحب کے سوال پر ان حضرات کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی کا جواب ملاحظہ ہو۔

سوال۔ ایک شخص زوجہ اپنی سے ہم خلوت تھا اور غلیان شہوت بوقت مجامعت کے زوجہ اپنی سے مساس کرتے ہوئے پستان منہ میں لے گیا اور زوجہ اس کی طفل یکسالہ کو دودھ پلاتی تھی، اس شخص کے حلق کے اندر ایک بار یا کہ دو بار دودھ چلا گیا۔ آیا وہ شخص زوجہ اپنی کا فرزند رضاعی ہو گیا یا کہ شوہر رہا اور اس فعل کے باعث سے زوجہ اس کے نکاح میں داخل رہی یا کہ نہ رہی؟

سوال دیگر۔ یہ کہ مدت رضاعت کی آیا خورد سالی میں ہے یا کہ جوانی میں رہے گی اور عورت کا دودھ اگر کسی زخم میں یا کہ ذکر کے سوراخ میں یا کان میں بجہت کہنے طبیب کے ڈالا جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

بینوا توجروا۔

الجواب۔ وہ شخص اپنی زوجہ کا دودھ پینے کی وجہ سے اپنی زوجہ کا فرزند رضاعی نہیں ہو گیا بلکہ وہ علی حالہ شوہر رہا اور اس کی زوجہ اس کے نکاح میں داخل رہی۔ اس وجہ سے کہ مدت رضاعت میں دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے اور بعد مدت کے ثابت نہیں ہوتی اور مدت رضاعت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ڈھائی برس ہے صاحبین اور علماء جمہور کے نزدیک دو برس ہے اور کسی زخم یا سوراخ ذکر یا کان میں عورت کا دودھ ڈالنے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ حررہ سید شریف حسین عفی عنہ۔ سید محمد نذیر حسین۔ (نذیر حسین دہلوی، مولوی فتاویٰ نذیریہ جلد دوم، ص ۳۹۶)

غیر مقلد حضرات نے اس مرحلے پر اپنی شان تحقیق سے ایک عجیب و غریب مسئلہ گھڑا اور عیاشی و نفس پرستی کی کتاب میں ایک نئے باب کا اضافہ کر کے بے راہ رو عیاش طبقے سے خراج تحسین حاصل کر لیا ہے۔ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ کوئی عورت کسی مرد کو دودھ (اپنی پستان سے) پلا دے تو اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ اس مرد کا دودھ پلانے والی عورت کو اور اس عورت کا دودھ پینے والے مرد کو رکھنا جائز ہو جائے گا۔ ناشر غیر مقلدیت، نواب آف بھوپال جناب مولوی صدیق حسن خاں قوجی صاحب رقمطراز ہیں۔

ویجوز ارضاع الکبیر و لو کان ذالحیۃ لتجویز النظر۔

(صدیق حسن خان بھوپالی مولوی روضۃ الندیہ، ص ۲۳۶)

دوسرے ناشر غیر مقلدیت مولوی وحید الزماں خاں حیدرآبادی یوں لکھتے ہیں۔

ویجوز ارضاع الکبیر ولو کان ذالحیة لتجویز النظر خلافا للجمهور۔

(وحید الزماں خان مولوی، نزل الابرار جلد دوم، ص ۷۷)

یعنی بڑے آدمی کو دودھ پلانا جائز ہے خواہ وہ داڑھی والا ہی کیوں نہ ہو اور یہ اس لئے ہے کہ اس عورت کو دیکھنا جائز ہو جائے اگرچہ یہ نظریہ جمہور کے خلاف ہے۔

اب غیر مقلد حضرات کے خصوصی اور نا پسندیدہ ماکولات کا ذکر ہو جانا چاہیے۔ چنانچہ مولوی عبدالستار دہلوی نے گوہ کی حلت کے بارے میں تحریر فرمایا ہے۔

"ضب یعنی گوہ حلال ہے۔" (عبدالستار تفسیر ستاری ضمیمہ، ص ۴۲۶)

موصوف نے اسی تفسیر کی کتاب کے اسی صفحے پر اپنی تحقیق سے بھی نوازا ہے۔

"پچھوا حلال ہے۔" (عبدالستار تفسیر ستاری ضمیمہ، ص ۴۲۶)

پسر نواب صاحب پر کسی گھوڑے نے دولتی جھاڑ دی ہوگی۔ لہٰذا یوں فتویٰ داغ دیا جاتا ہے۔

"گوشت اسپ حلال است" (نور الحسن خان عرف الجادی، ص ۱۰)

مولوی عبدالستار صاحب سے بجو کی حلت و حرمت کے بارے میں سوال ہوا۔ موصوف نے متبع حدیث بن کر جو جواب مرحمت فرمایا وہ قارئین کے پیش خدمت ہے۔

سوال۔ (۲۷۷) ایک شخص بنام منشی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجو کے متعلق فرمایا ہے کہ بجو حلال ہے۔ جو شخص بجو کا کھانا حلال نہ جانے، وہ منافق بے دین ہے۔ اس کی امامت ہرگز جائز نہیں۔ دوسرا شخص بنام محمد کہتا ہے کہ بجو کا کھانا حلال نہیں، ہاں شکار جائز ہے اور بجو کے حلال نہ جاننے والے کو منافق و بے دین کہنا جائز نہیں بلکہ تشدد ہے۔ دونوں میں سے کس کا قول صحیح ہے؟ (سائل حاجی محمد صاحب بہاولپوری)

جواب۔ منشی کا قول صحیح ہے اور موافق حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ "بجو" کو طبعاً مکروہ ممنوع ہے مگر شرعاً ممنوع نہیں۔ (عبدالستار فتاویٰ ستاریہ جلد دوم، ص ۲۱)

یہاں تک تو ان حضرات کا ذکر ہے جن سے صرف ایک آدھ جانور ہی حلال ٹھہرایا جا سکا لیکن جب غیر مقلدین کے بقیۃ السلف وعمدۃ الخلف مولوی ثناء اللہ امرتسری کی باری آئی تو انہوں نے شیر پنجاب بن کر وہ دلیری دکھائی کہ سانسی، گگرے، بیپیرے اور چھپکلی بھی ہاتھ ملتے رہ گئے۔ ان کے جملہ

ماکولات غیر مقلدین نے اپنے لئے حلال ٹھہرا لئے۔ اب موصوف کا وہ فتاویٰ ملاحظہ فرمائیے۔

سوال۔ کچھوا، کوکرا اور گھونگا حرام ہیں یا حلال؟ از روئے قرآن وحدیث جواب ہو؟

جواب۔ قرآن وحدیث میں جو چیزیں حرام ہیں ان میں یہ تینوں نہیں اور حدیث شریف میں آیا ہے۔ ذرونی ما ترکتم۔ جب تک شرع بند نہ کرے، تم سوال نہ کیا کرو۔ ان تینوں سے شرع شریف نے بند نہیں کیا لہٰذا حلال ہیں۔"

(ثناء اللہ امرتسری مولوی فتاویٰ ثنائیہ جلد اول، ص ۷۷۵)

وہابی حضرات ذرا ان اشیاء کی فہرست تو پیش کریں جن کو قرآن وحدیث نے حرام قرار دیا ہے۔ تاکہ ہم ان کے حلال جانوروں کی فہرست میں بیش بہا اضافہ کر دیں۔ فہرست پیش کرنے پر غیر مقلد حضرات کو کتنی ہی ان چیزوں کو حلال ماننا پڑے گا جو حلال ہرگز نہیں ہیں یا انہیں برملا اعتراف کرنا پڑے گا کہ قرآن وحدیث نے حلال وحرام کے بارے میں کچھ اور ہی ضابطہ مقرر فرمایا ہے جسے یہ نام نہاد محققین عوام الناس سے چھپاتے ہیں تاکہ شریعت محمدیہ کا ہر طرف سے اپریشن کرتے رہیں۔

غیر مقلدین کی ازدواجی بے ضابطگی:۔ کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینا پروردگار عالم کا کام ہے یا اس کی عطا سے حبیب خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کو حاصل تھا۔ اہل علم کا کام حلال کو حرام قرار دینا نہیں بلکہ اللہ و رسول (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے احکامات کو بیان کرنا ہے۔ غیر مقلدین حضرات نہ صرف محقق بن کر ائمہ مجتہدین کے مقام پر سینہ زوری سے فائز ہونا چاہتے ہیں بلکہ اندرون خانہ اللہ اور رسول (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا کام بھی خود ہی سنبھال کر حلال وحرام قرار دینے بیٹھ جاتے ہیں۔ کھوٹ کاریگر کی طرح اس میدان میں بھی ان حضرات نے اپنی تحقیق کے خوب ہی گل کھلائے اور مضحکہ خیز فتوے داغے ہیں چنانچہ نواب آف بھوپال، مولوی صدیق حسن خاں قنوجی کے فرزند مولوی نور الحسن خاں نے اپنے ہی نطفے کی لڑکی سے نکاح جائز قرار دیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

ونیست وجہ از برائے منع نکاح با دختر یکہ ایں کس با مادرش زنا کردہ زیرا کہ تحریم محارم محرمات بشرع است و شرع تحریم بنت	اس بیٹی سے ممانعت نکاح کی کوئی وجہ نہیں جس کی ماں سے اس شخص نے زنا کیا ہو، کیونکہ محرمات کا ذی محرم کیلئے حرام ہونا شرع سے ہے اور شریعت میں

شرعی آمده و ایں دختر بنت شرعی نیست تا داخل باشد زیر قوله تعالیٰ وبناتکم دختواں گفت که اسم بنت لاحق مخلوط بماء اوست زیراکه ایں طوق اگر بشرع است پس باطل است واگر مراد آنست که غیر شرعی است پس معتبر نیست چه اگرچه مخلوق از آب اوست لیکن ایں آب نه آبے است که بداں طوق نسب ثابت شده بلکه آبے است که صاحب اور اجز حجر حاصل دیگر نیست

شرعی بیٹی کی حرمت آئی ہے جبکہ مذکورہ لڑکی شرعی بیٹی نہیں ہے کہ حکم ربانی بیٹیاں تمہارے لیے حرام ہیں کے حکم میں داخل ٹھہرے اور ہم نہیں کہہ سکتے کہ بیٹی کا نام اسکے مخلوقہ پانی کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ (بیٹی کہنا) کہ اسے شرعی قرار دیں تو باطل ہے اور اگر اس سے بات ہمارے لئے معتبر نہیں ہے کیونکہ اگرچہ یہ لڑکی اس کے نطفے سے پیدا ہوئی ہے لیکن یہ نطفہ وہ نطفہ نہیں ہے جس سے نسب ثابت ہو جائے بلکہ ایسا نطفہ ہے جس سے پتھر کے سوا اور کچھ حاصل نہیں۔

(نور الحسن خان مولوی عرف جادی، ص ۱۰۹)

اب عالی جناب مولوی وحید الزماں خاں صاحب حیدر آبادی کی تحقیق انیق ملاحظہ ہو۔

ولو زنا بامرأة يحل له امها وبنتها۔

اور اگر کسی عورت سے زنا کیا تو اس آدمی کیلئے مذکورہ عورت کی ماں اور بیٹی جائز ہے۔

(وحید الزماں خان نزل الابرار، جلد دوم ص ۲۱)

یہی حیدر آبادی صاحب غیر مقلدین کے لئے مزید گنجائش یوں پیدا فرماتے ہیں۔

ولو جامع احد زوجة ابيه سواء كان بالغا او غير بالغ صغيرا اومراهقا لم تحرم على ابيه لما قلنا ان حرمة المصاهرة لا تثبت بالزنا۔

اگر کسی نے اپنے باپ کی زوجہ سے مجامعت کی، خواہ وہ بالغ ہو یا نابالغ، چھوٹا ہو یا لنگڑا۔ اس کے باپ پر وہ عورت حرام نہیں ہوگی، جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں کہ زنا سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔

(وحید الزماں خان نزل الابرار، جلد دوم ص ۲۸۰)

اب ذرا اسی تصویر کا رخ ملاحظہ فرما کر ان حضرات کی جرأت و جسارت کا اندازہ کیجئے کہ شریعت محمدیہ کو انگریز بہادر کے وظیفوں کی خاطر کس طرح بچے کے ہاتھ کا کھلونا بنایا ہوا تھا۔ چنانچہ لکھا ہے

وكذلك لو جامع زوجة ابنه لا تحرم على ابنه۔

اسی طرح اگر کسی نے اپنے بیٹے کی زوجہ سے جماع کیا تو وہ عورت اسکے بیٹے پر حرام نہیں ہوگی۔

(وحید الزماں خان نزل الابرار، جلد دوم ص ۲۸۰)

وہابی مذہب کیا ہوا، عیاشی کے مفت پرمٹ تقسیم کرنے والوں کی منڈلی ہو گئی۔ اپنے نطفے کی لڑکی سے نکاح جائز، بہو سے زنا کیا تو وہ لڑکے پر حرام نہ ہوئی، لڑکے نے باپ سے بدلہ لیا اور سوتیلی ماں سے زنا کیا تو وہ باپ پر حرام نہیں ہوئی۔ جس سے زنا کیا اس کی ماں اور بیٹی سے نکاح حلال۔ سارے مزے وہابیوں کے گھر میں جمع ہو گئے۔ خیر یہ چھوٹے میاؤں کے فتوے تھے ان پر بڑے میاں اور ان کے شیخ الکل، مولوی نذیر حسین دہلوی کی مہر تصدیق دکھا دی جائے تا کہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آئے۔ سوال و جواب ملاحظہ فرمائیں۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے باغوائے نفس امارہ ایک عورت سے زنا کیا۔ بعد اس کے مزنیہ کی لڑکی سے نکاح کیا اور بعد نکاح کے بھی دونوں سے وطی کی، تو نکاح درست ہوا یا نہیں؟ بر تقدیر عدم جواز صورت نباہ کی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ نکاح مذکور درست ہوا، اس لئے کہ یہ عورت ان عورتوں میں سے نہیں جن سے نکاح حرام ہے۔ (نذیر حسین دہلوی فتاوی نذیریہ، جلد دوم، ص ۱۷۶) عیاشی کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی خاطر چودھویں صدی کے محققین نے متعہ کی اباحت کا حکم بھی صادر فرمایا ہوا ہے تا کہ ضرورت مند حضرات مزے اڑائیں اور نرالے محققین کا شکریہ ادا کریں۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

وكذلك بعض اصحابنا في نكاح المتعة فجوزوها لانه كان ثابتا جائزا في الشريعة كما ذكره في كتابه فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن قراة ابي بن كعب و

اور اسی طرح ہمارے بعض اصحاب (وہابی علماء) نے نکاح متعہ کو جائز قرار دیا ہے۔ کیونکہ شریعت سے اس کا جائز ہونا ثابت ہے جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہے فما استمتعتم

ابن مسعود فما استمتعتم به منهن الی اجل مسمی بدل صراحة علی اباحة المتعة فالاباحة قطعیة لکونه قد وقع الاجماع علیه والتحریم ظنی

(وحید الزمان خان نزل الابرار، جلد دوم ص ۳۰)

به منهن فاتوهن اجورهن ابن ابی کعب اور عبداللہ بن مسعود کی قراۃ فما استمتعتم به منهن الی اجل مسمی متعہ کی اباحت قطعی ہے کیونکہ اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے اور اس کی تحریم ظنی ہے۔

ان محققین نے گھر کے اندر اور باہر عیاشی کے پرمٹ تقسیم فرما دیے۔ خالص زنا پر اباحت و جواز کی شرعی مہریں لگا دیں۔ بعدہٗ خیال آیا ہو گا کہ بعض آدمی ایسے بھی ہوتے ہیں جو نہ گھر میں کسی سے زنا کر سکیں نہ متعہ کی استطاعت رکھتے ہوں، ان کی سہولت کے پیش نظر مشت زنی کو مباح بلکہ واجب تک قرار دے دیا گیا، تا کہ وہابی شریعت کی بہتی گنگا میں وہ بھی ہاتھ دھو لیں اور محروم نہ رہیں۔ چنانچہ سبق پڑھایا ہے:۔

بالجملہ استنزال منی بکف و بچیزے از جمادات برائے حاجت مباح است ولا سیما چوں فاعل خاشی از وقوع در فتنہ یا معصیت کہ اقل احوالش نظر بازیست باشد کہ دریں حین مندوب است بلکہ گاہے واجب گردد

(نور الحسن خان عرف الجادی جلد دوم ص ۲۰)

الغرض منی کا ہاتھ سے یا جمادات کی قسم سے کسی چیز کے ساتھ خارج کر دینا بوقت ضرورت مباح، خاص طور پر جب فاعل کو فتنہ یا معصیت میں پڑنے کا خطرہ ہو، کہ اس کی نگاہ نے اسے مجبور کر دیا ہو تو ایسے موقع پر (مشت زنی) مباح ہے بلکہ کسی وقت واجب بھی ہو جاتی ہے۔

کیا خبر تھی کہ لے کر چراغ مصطفوی
جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بولہبی

موصوف نے اسی کتاب میں دوسرے مقام پر اس کار بد و لائق صد نفرین حرکت کو خوف خدا اور خطرہ روز جزا سے عاری ہو کر صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جانب منسوب کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

بعض اہل علم نقل ایں استمناء از صحابہ نزد غیبت از اہل خود کردہ اندو در مثل ایں کار حرجے نیست بلکہ ہمچو استخراج دیگر فضلات موذیہ بدن است

(نور الحسن خان عرف الجادی جلد دوم ص ۲۰۷)

بعض اہل علم نے مشت زنی کو صحابہ سے نقل کیا ہے کہ جب کوئی اپنے اہل و عیال سے دور ہو تو اس وقت اس کام کے کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ جسم کے دوسرے نقصان پہنچانے والے فضلات کی طرح خارج کرنا ضروری ہے۔

اگر غیر مسلم ان حضرات کی تعلیمات کو دیکھیں تو جائے غور ہے کہ وہ دین برحق کے بارے میں کیا رائے قائم کریں گے؟ کیا یہی ہیں وہ اسلامی تعلیمات جن کے متعلق اتممت علیکم نعمتی فرمایا گیا؟ کیا یہی ہیں وہ اخلاق حسنہ جن کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے سرور کون و مکاں ﷺ کو صاحب خلق عظیم بنا کر مبعوث فرمایا تھا؟ ہائے افسوس! اپنے ہاتھوں اپنے دین کی بیخ کنی! شاہین بچوں کو خاکبازی سکھانا اور عنادل کو زاغ و بوم بنانا کس کا غمزہ خونریز ہے؟ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

غیر مقلدین کی الہام بازی:۔

سید احمد بریلوی (المتوفی ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء) نے تو الہامات کے ڈھیر لگائے ہی تھے اور وحی و عصمت کے دعوے کرتے ہوئے مہدیت کے دعوے تک ہی پہنچے تھے۔ کہ یہ فتنہ ہمیشہ کے لئے بالاکوٹ میں دفن ہو کر رہ گیا۔ پٹھانوں کے خنجر نے مسلمانوں کی بروقت دستگیری کی اور برٹش گورنمنٹ کے ایسے خود کاشتہ پودے بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک دیئے گئے۔ جو بات سید احمد صاحب سے شروع ہو کر مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاتھوں پوری ہوئی اسی کی درمیانی کڑیاں مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند اور مولوی عبداللہ غزنوی غیر مقلد وغیرہ بھی ہیں۔ جب نبوت کا دعویٰ کرنے کی غزنوی مولوی صاحب تیاریاں کر رہے تھے تو ان کی جانب سے شب و روز الہامات کی بارش برسائی جا رہی تھی کہ مسلمان ان کی روحانیت اور مقام و منصب کے قائل ہو کر معتقد بن جائیں، تا کہ بوقت دعویٰ کچھ تو امنا و صدقنا کہنے والے مل جائیں۔ اب الہامات سنئے:۔

جب میں الہام کو سمجھتا نہ تھا اور توحید سے بخوبی واقف نہ تھا۔ ایک بار اپنے دادا محمد شریف کی قبر کے پاس جو اس دیار میں مرجع اور مقبول انام ہے۔ گیا تو القا ہوا۔ لا الـه غيـرک لیکن اس وقت میں نے غلطی کی اور میں نے خیال کیا کہ یہ ورد مجھ کو وظیفہ کرنے کے لئے سکھایا گیا ہے۔ اب میں نے جان لیا کہ وہ اللہ کی طرف سے الہام تھا کہ میرے سوا دوسروں کی طرف رجوع کرنا عبادت اور استعانت میں شرک ہے۔ اکیلے اللہ کی طرف پوری توجہ چاہیے۔ قبروں پر اس نیت سے جانا کہ میرا فلاں مطلب حاصل ہو جائے توحید میں رخنہ ڈالتا ہے اور کلمہ شہادت یعنی اشـهـد ان لا الـه الا الله محمد رسول الله کے معنی کے مخالف ہے۔ (عبدالجبار غزنوی مولوی، سوانحعمری عبداللہ غزنوی، ص ۳)

(۲)

بار بار مجھ کو الہام ہوا ہے۔ یا عبدی هذا كتابی و هذا عبادی فاقرء كتابی علی عبادی یعنی اے میرے بندے! یہ میری کتاب ہے اور یہ میرے بندے ہیں۔ پس پڑھ میری کتاب میرے بندوں پر۔ اور یہ بھی الہام ہوتا ہے۔ ولـئـن اتبعت اهواء هم بعد الذی جاء ک من العلم مالک من الله من ولی و لا نصير۔ (عبدالجبار غزنوی مولوی، سوانحعمری عبداللہ غزنوی، ص ۱۵)

(۳)

سکندر پور کے باغ میں، جو ہزارہ کے علاقے میں ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے فجر کی نماز کے بعد یہ القاء ہوا۔ و لا تـر كـنـوا الـى الـذين ظلموا افتمسكم النار ۔ اور ظالم کی تعریف ان لفظوں سے معلوم کرائی۔ والـظـالمون هم الذين يخالفون عن امر ربهم ثم لا يتوبون ۔ یعنی ظالم وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ارشادوں کی مخالفت کرتے ہیں اور باز نہیں آتے۔ اور جن لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے ان کو اس مضمون کے ساتھ آگاہ کیا۔ و اصبر نفسـک مع الذين يدعون ربهم بـالغداوة و العشی يريدون وجهه ۔ اور فرماتے تھے کہ الہام ہوا۔ فـاذا قرأناه فاتبع قرآنه ثم ان علـينا بيانه ۔ یعنی جو کچھ الہام ہوتا ہے اس کے لفظ یاد رکھا اور اس کا بیان کرنا اور تفسیر ہمارا ذمہ ہے۔ اور فرماتے تھے۔ الہام ہوا۔ و امـا مـن خـاف مقام ربه (الاية)۔ یعنی وہ شخص کہ ڈرا اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے۔ اور یہ الہام ہوا کہ ”ہمیشہ بدل خود مطالعہ کردہ باش مبادہ کدورتے از ماسوا نشیند“۔ یعنی ہمیشہ اپنے دل میں جھانکتے رہو۔ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کدورت بیٹھ جاوے۔

اور شہر دہلی میں یہ الہام ہوا۔ و لا تـمـدن عـيـنـيـک الـى مـا مـتـعـنـا بـه ازواجـا منهـم زهـرة الحيوة الدنيا ۔ اور مت پھیلا اپنی آنکھیں طرف ان کی کہ فائدہ دیا ہم نے ساتھ اس کے بھانت بھانت لوگوں کو زندگانی دنیا کی تازگی سے۔ اور باغ سکندر یہ ہیں۔ یہ الہام ہوا۔ قـل لازواجـک و اولادک و اتباعک قوموا الله قانتين ۔ یعنی کہہ دے اپنی بیبیوں اور اولاد اور تابعداروں کو کہ کھڑے ہو جاؤ اللہ کے لئے تابعدار ہو کر۔ اور اس کے اخیر میں یہ الہام ہوا۔ انـا حـبـيـبـک و انـيـسـک فـلا تـحـزن ۔ یعنی میں تیرا مددگار ہوں تو غم نہ کھا اور یہ بھی الہام ہوا۔ مـا اودعت فی قلبک فان رئويا المومن جزء من ستة اربعين جزاء من النبوة ۔ یعنی جو تدبر اور تفکر قرآن کا تیرے دل میں ہم نے ڈال دیا ہے اس کو مت بھول کیونکہ مومن کا خواب ایک حصہ ہے نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے۔

اور فرماتے تھے دہلی میں یہ الہام ہوا۔ و لا تـطـع مـن اغـفـلـنا قلبه عن ذكرنا و اتبع هـواه و كـان امـره فـرطـا ۔ اور فرمانبرداری نہ کر اس شخص کی جو غافل کیا ہم نے اس کے دل کو اپنی یاد سے اور پیچھے پڑا اپنی خواہش کے اور ہے کام اس کا حد سے بڑھا ہوا۔ یعنی غافلوں کی غفلت میں پیروی نہ کر۔ اور یہ بھی القاء ہوا۔ کـن فـی الـنـاس كاحد من الناس ۔ یعنی ہو تو لوگوں میں جیسے دوسرے لوگ ہیں۔ اور القاء ہوا۔ اگر وقتے غفلت شد تدارک آں وقت دیگر لازم است۔ یعنی کسی وقت غفلت ہو جاوے تو دوسرے وقت میں اس کا تدارک لازم ہے (عبدالجبار غزنوی مولوی، سوانحعمری عبداللہ غزنوی، ص ۳۵-۳۶)

(۴)

فرماتے تھے، تین بار الہام ہوا۔ ولـلـه عـلـى الـنـاس حـج البيت من استطاع اليه سبيـلا ۔ اور واسطے اللہ کے ہے اوپر لوگوں کے حج کرنا بیت اللہ کا جو طاقت رکھے طرف اس کی راہ کی۔ اور فرماتے تھے۔ الہام ہوا۔ ولسوف يعطيک ربـک فترضى ۔ یعنی اور البتہ جلدی دے گا تجھ کو رب تیرا پھر تو خوش ہو جاوے گا۔ اور فرماتے تھے۔ الہام ہوا۔ الـم نشرح لک صدرک یعنی کیا نہیں کھولا ہم نے سینہ تیرا؟

(عبدالجبار غزنوی مولوی، سوانحعمری عبداللہ غزنوی، ص ۳۶)

(۵)

جنگل کی کسی غار میں اکیلے جا کر چھپ گئے اور کچھ مدت پوشیدہ رہے۔ ان دنوں میں یہ الہا
ہوا۔ ففطع دابر القوم الذین ظلموا فالحمد للہ رب العلمین۔

(عبدالجبار غزنوی مولوی، سوانح عمری عبداللہ غزنوی ص ۸)

(٦)

مولوی عبدالرحمن بن شیخ محمد بارک اللہ (لکھوی) کہ وقت کے عالموں سے مشہور عالم ہیں
اور زہد اور تقویٰ اور صلاحیت میں اپنے زمانے کے امام، آپ (مولوی عبداللہ غزنوی) کی صحبت
بابرکت سے فیض حاصل کرنے کے لئے ملک پنجاب سے سفر کر کے ملک غزنی تک جو دو ماہ کی مسافت
ہے گئے۔ راستے میں جو انہوں نے مخالفوں سے کچھ کلمات آنجناب (غزنوی صاحب) کی نسبت سنے
تو حیران ہوئے۔ اسی رات ان کو یہ الہام ہوا۔ فورب السماء و الارض انه الحق مثل ما انکم
تنطقون۔ دوسری بار یہ الہام ہوا۔ و انه لهن المصطفین الاخیار۔ تیسری بار یہ الہام ہوا۔ ان ہو
الاعبدا نعمنا علیه۔ (عبدالجبار غزنوی مولوی، سوانح عمری عبداللہ غزنوی ص ۹)

قارئین کرام! یہ ہم نے غیر مقلدوں کے مولوی عبداللہ غزنوی کے چھ عنوانات کے تحت
صرف بائیس الہام پیش کئے ہیں جن میں سے تین الہام مولوی عبدالرحمٰن لکھوی کے بھی ہیں۔ مسلمانوں
کو گمراہ کرنے اور ان کے دین و ایمان پر دن دہاڑے ڈاکے ڈالنے کی خاطر جو یہ پر اسرار جال بچھایا گیا
اس کا شیطانی ہونا خود واضح ہے جس کے لئے کسی خارجی دلیل کی چنداں ضرورت نہیں۔ اللہ جل جلالہ
پر اہتمام کے ساتھ افتراء پردازی۔ کلام الٰہی کے ساتھ قدم قدم پر مذاق، نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے برابری کہ ولسوف یعطیک ربک فترضی اور الم نشرح لک صدرک
کو اپنے اوپر چسپاں کرنا۔ حالانکہ پوری کائنات ارضی وسماوی میں ایسی ذات صرف فخر دو عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی ہے جس کی رضا پروردگار عالم کو مطلوب ہے ورنہ اور سب رضائے الٰہی کے طالب
ہیں۔ یہ کس درجہ ستم ظریفی ہے کہ سرور کون ومکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مد مقابل کسی مولوی ملاں کو
تسلیم کر لیا جائے۔ ستم بالائے ستم یہ کہ دین و ایمان سے اس درجہ بغاوت کرنے والے حضرات کو بزرگ
اور صاحب کشف و کرامت تسلیم کر کے بزرگ منوانے کی مہم چلائی جاتی ہے۔

غیر مقلد حضرات کی قرآن و حدیث میں تحریفات، آئمہ دین پر بہتانات اور سہل پسندی کے

مسائل کی خانہ ساز ایجادات کے بارے میں مشعل راہ جلد دوم کا انتظار فرمائیے۔ وہاں بفضلہ تعالیٰ
بہر ہن کر دکھایا ہے۔ کہ مجدد مائتہ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ نے ان حضرات کی تخریب
کاری کا کس طرح محاسبہ کر کے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دکھایا تھا۔ تفصیل سے بچنے کی خاطر ہم
نے یہاں ان مسائل کا ذکر نہیں کیا جو غیر مقلدین حضرات نے شریعت سازی کے تحت اختلافی بنا کر رکھ
دیئے ہیں۔

ہاں مشعل راہ جلد دوم میں ایسے بعض مسائل کا تفصیلی ذکر آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ!

بات مولوی عبداللہ غزنوی کے الہامات کی ہو رہی تھی۔ ذرا موصوف کے سوانح نگار مولوی عبدالجبار
غزنوی کا یہ بیان ملاحظہ ہو:

> ''کتاب وسنت اور خواہیں آپ کو کتاب وسنت پر ثابت رہنے اور خلق اللہ کو
> کتاب وسنت کی طرف بلانے اور تقویٰ اور توکل اور صبر اور خشیت اور زہد و
> قناعت و ترک ماسوی اللہ اور انابت اور آپ کے مقام امانت میں پہنچنے اور آپ
> کی حفظ اور نصرت اور مغفرت کے وعدہ پر ہوئے ہیں۔ وہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں
> تک پہنچتے ہیں۔ ان کے جمع کیلئے بڑی کتاب چاہیے''

(عبدالجبار غزنوی مولوی، سوانح عمری عبداللہ غزنوی ص ۲۰)

یہ صرف ایک مولوی صاحب کی بات ہے۔ اسے صرف نمونہ سمجھنا چاہیے کیونکہ اگر ہم
دوسرے غیر مقلد مولویوں کے الہامات اور کشف وکرامات پر مبنی بیانات لکھنے شروع کر دیں تو یقیناً ہمیں
بھی یہی کہنا پڑے گا کہ انہیں بیان کرنے کے لئے علیحدہ ایک بڑی سی کتاب چاہیے۔ بہر حال ما قل و
کفی خیر مما کثر و الهی۔ اللہ تعالیٰ ابنائے زمانہ کو بچی ہدایت نصیب فرمائے۔ **آمین۔**

چند قابل مطالعہ کتابیں

- ☆ تائید مذہب حنفی حدیث کی روشنی میں (حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ)
- ☆ نماز حبیب کبریا (عبدالرزاق بھترالوی علیہ الرحمۃ)
- ☆ امام اعظم پر اعتراضات کی حقیقت (علامہ نور بخش توکلی علیہ الرحمۃ)
- ☆ [illegible] (مولانا محمد شریف محدث کوٹلوی علیہ الرحمۃ)
- ☆ [illegible] (مولانا محمد عمر اچھروی علیہ الرحمۃ)

☆ مقیاس حنفیت (مولانا محمد عمر اچھروی علیہ الرحمۃ)

☆ تحقیق مسئلہ رفع الیدین (مولانا محمد عباس رضوی)

☆ مسئلہ رفع الیدین (مفتی غلام سرور قادری)

☆ **Colonization Ideal**

Mr. Humphrey's Memories

The English Spy in Islamic Countries

عدم رفع یدین کے دلائل

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ جیسی نماز نہ پڑھاؤں انہوں نے نماز پڑھی تو پہلی مرتبہ کے علاوہ رفع یدین نہیں کیا۔ (ابوداؤد کتاب الصلوۃ، ج ۱، ص ۱۰۹۔ ترمذی شریف ابواب الصلوۃ، ج ۱، ص ۵۹۔ نسائی شریف کتاب الصلوۃ، ج ۱، ص ۱۴۱)

امام نیموی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اور یہ صحیح حدیث ہے۔ (آثار السنن)

اعتراض : یہ روایت سند اور متن دونوں لحاظ سے معلول اور ضعیف ہے۔

جواب : کم از کم اپنے امام العصر ناصر الدین البانی دیکھ لیتے تو پتہ چل جاتا کہ حدیث معلول ہے کہ نہیں، لکھتے ہیں:۔

"والحق انہ حدیث صحیح واسناد صحیح علی شرط مسلم ولم یجد لمن اعلہ حجۃ یصلح التعلق بھا ورد الحدیث من اجلھا"

(مشکوۃ المصابیح محقق تحقیق محمد ناصر الدین البانی، ج ۱، ص ۲۵۴)

ترجمہ: حق بات یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اسکی سند بھی مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے اور جن لوگوں نے اس حدیث کو معلول قرار دیا ہے، ہمیں انکی کوئی ایسی دلیل نہیں مل سکی جس سے استدلال صحیح ہو اور اسکی وجہ سے حدیث رد کر دی جائے۔

غیر مقلد محقق احمد شاکر لکھتے ہیں:۔

"وھذا لحدیث صححہ، ابن حزم وغیرہ من الحفاظ وھو حدیث صحیح وما قالوا فی تعلیلہ لیس بعلۃ" (جامع ترمذی بتحقیق احمد شاکر، ج ۲، ص ۴۱)

ترجمہ: اور اس حدیث کو ابن حزم نے صحیح کہا اور انکے علاوہ حفاظ حدیث نے صحیح قرار دیا ہے اور بعض لوگوں نے جو کچھ اسکی تعلیل کے متعلق کہا ہے وہ علت بننے کے قابل نہیں ہے۔ مذکورہ بالا حدیث شریف کو امام ترمذی نے حسن قرار دیا اور علامہ ابن حزم نے صحیح قرار دیا۔ (محلی، ج ۴، ص ۸۸) ابن عدی نے بھی اس کو صحیح قرار دیا۔ (الکوکب الدری، ج ۱، ص ۱۳۲)

حضرت امام زھری علیہ الرحمۃ کے شاگرد سفیان بن عیینہ اس روایت کو ترک رفع الیدین میں بیان کرتے ہیں۔ (صحیح ابوعوانہ، ج ۲، ص ۹۰۔۹۱، مسند حمیدی، ج ۲، ص ۲۷۷)

حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ بھی اس روایت کو ترک رفع الیدین میں بیان کرتے ہیں۔ (خلافیات بیہقی بحوالہ نصب الرایہ، ج ۱، ص ۴۰۴، المدونۃ الکبریٰ، ج ۱، ص ۷۱)

اسی طرح امام زھری علیہ الرحمۃ کے شاگرد یونس بھی اسکو ترک رفع الیدین عند الرکوع میں بیان کرتے ہیں۔ (معارف السنن، ج ۲۱، ص ۴۷۳)

قارئین کرام! ان مذکورہ بالا حوالہ جات سے روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اسے ائمہ عظام نے ترک رفع یدین کے دلائل میں ذکر کر کے اسکی صحت پر مزید مہر ثبت کر دی ہے۔

ابن بشیر۔! آپ ہم سے کیوں جھگڑ رہے ہیں اپنے امام ناصر الدین البانی، احمد شاکر، ابن حزم کی تردید کریں جو کچھ سنا ہے انہیں "کو سنیں" ہم نے تو دیانت داری سے حوالہ جات نقل کر دیئے ہیں۔

لیکن آپکے مسلمہ امام، احمد شاکر، ابن حزم کی تردید ایک ایسا کانٹا ہے جو نہ اندر جاتا ہے اور نہ

باہر نکلتا ہے اس میں ہمارا کیا قصور ہے؟

یہ جو دامن پہ تمہارے ہیں لہو کی چھینٹیں   تم کو اک عمر گذر جائے گی دھوتے دھوتے

اعتراض: یہ حدیث لمبی حدیث کا اختصار ہے ان لفظوں میں صحیح نہیں۔

جواب: جناب ابن بشیر۔! آپ تو اپنی جماعت سے الگ راگنی الاپ رہے ہیں جبکہ آپ کے بزرگوں نے اسے تسلیم کر لیا آپ کو کیا تکلیف ہے آپ کے بزرگوں نے تو ان لفظوں میں صحیح قرار دیا اور حضرت امام ترمذی علیہ الرحمتہ نے ''حسن'' قرار دیا پھر بھی آپ امام ابوداؤد کے دامن سے چمٹے ہوئے ہیں شاید کہ بچ جائیں لیکن نجات مشکل ہے کیا حضرت امام ابوداؤد علیہ الرحمتہ نے صراحت کی ہے کہ فلاں حدیث لمبی ہے اور یہ اسکا اختصار ہے۔

اعتراض: پھر آپ کہتے ہیں ثم لایعود کا اضافہ کیا گیا ہے اس کو حنفی حضرات کیوں نہیں مانتے؟

جواب: ثم لایعود وکیع کی زیادت ہے اور وہ ثقہ اور ثبت ہیں تو انکی زیادت کیوں معتبر نہیں تمام محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ زیادت ثقہ معتبر ہے۔

(امام نووی شرح صحیح مسلم، ج ۱، ص ۱۸، ج ۱، ص ۲۷۴، صحیح بخاری ج ۱، ص ۲۰۱)

جزء رفع الیدین ص ۲۵ نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں وشک نیست کہ زیادۃ ثقہ معتبر است۔ اس میں شک نہیں کہ ثقہ کی زیادت مقبول ہے (بدور الاہلہ ص ۶۵)

اسی طرح مبارک پوری صاحب نے تحفہ، ج ۱، ص ۲۰۵ میں لکھا ہے:۔

عجب چکھ پھیر میں ہے سینے والا جیب وداماں کا   یہ ٹانکا تو ادھڑا جو وہ ادھڑا تو یہ ٹانکا

اعتراض: اگر اس روایت کو صحیح مان لیا جائے تو پھر یہ روایت نفی والی ہے اور صحیحین کی رفع الیدین والی احادیث مثبت ہیں اور قاعدہ مسلمہ ہے مثبت نفی پر مقدم ہوتا ہے۔

جواب: صحیحین والی مثبت احادیث سے صرف اثبات رفع الیدین ہو رہا ہے جبکہ ہمارے درمیان مختلف منہ بات بقا وعدم بقا کی ہے لہذا تعارض نہ ہوا (ب) پھر یہ قاعدہ مسلمہ کس حدیث شریف میں رقم ہے، فراہم کر دیں گے؟ کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہو کہ مثبت نفی پر مقدم ہوتا ہے اگر کسی حدیث شریف میں نہیں تو پھر یہ غیر معصوم امتیوں کا وضع کردہ قانون قاعدہ مسلمہ کیسے بن گیا؟

آپکے مسلمہ اصول تو کتاب وسنت ہیں تو اسے اپنے مسلمہ اصول سے ثابت کریں یا صاف کہدیں کہ ہم نے حدیث کا لیبل لگایا ہوا ہے جہاں سے مطلب کی بات مل لے لیتے ہو کل تک تو

نعرے لگ رہے تھے، اہلحدیث کے دو اصول کتاب اللہ سنت رسول۔ جناب آج ان اصولوں کو چھوڑ کر ادھر کیا کرنے آئے ہو؟

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں   زلیخا نے کیا خود چاک دامن ماہ کنعان

(ج) ہماری کتاب نور الانور، ص ۱۹ میں صاف موجود ہے کہ مثبت سے مراد یہ کہ ایسے امر زائد کو ثابت کرے جو ماضی میں نہ ہو پس اس صورت میں ''قائل نسخ'' مثبت ہے اور قائل عدم نسخ نافی ہے۔ چنانچہ آپ کے مولوی عبد التواب ملتانی غیر مقلد رفع الیدین بین السجدتین کا جواب دیتے ہیں تعارضت فیہ روایات الفعل و الترک الاصل العدم (حاشیہ مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۱، ص ۱۸۴) متعارض ہوئی ہیں اس میں فعل اور ترک کی روایات اور اصل ''عدم'' ہے مزید نیل الفرقدین، ج ۲، ص ۱۸۸۔ حاشیہ نسائی ابوالحسن سندھی، ج ۲، ص ۲۰۶۔ زرقانی، ج ۱، ص ۱۵۷ پر ملاحظہ فرمائیں۔

اعتراض: علقمہ بن قیس اور اسود بن یزید دونوں عبداللہ بن ہیں؟ فما ھو جوابکم فھو جوابنا.

جواب: انا للہ وانا الیہ راجعون جس قوم کو اپنے اعتراض خود سمجھ نہیں آتے وہ دوسروں پر کر دیتے ہیں ''ابن بشیر''۔! تعصب کا چشمہ اتار کر ٹھنڈے دل سے فیصلہ کریں کہ جو اعتراض آپ نے بنایا ہے کسی ثالث کو مقرر کر کے پڑھوا لیں، کیا یہ اعتراض بنتا ہے یا نہیں؟ اور یقیناً ''نہیں'' تو پھر آپ نے کتاب ضخیم کرنے کیلئے رطب ویابس جمع کر دیا۔

اعتراض: اس بات کا احتمال ہے کہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ صرف ایک بار رفع الیدین کیا، بار بار نہیں کیا۔

جواب: جب آئمہ کرام محدثین عظام نے اس حدیث سے احتمال نہیں نکالے جیسا کہ ہم نے حدیث کے تحت ذکر کیا ہے حضرت امام ترمذی علیہ الرحمتہ نے اس حدیث شریف سے کتنے احتمالات نکالے ہیں ترمذی صفحہ نمبر ۵۹ پر حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ ملاحظہ فرماویں اور ساتھ ہی امام ترمذی علیہ الرحمتہ کے فتویٰ پر نظر ثانی کریں کہ اتنے سارے محدثین کرام رحمتہ اللہ علیہم نے اس حدیث سے عدم رفع یدین کا مطہوم اخذ کیا اور جناب احتمالات کے چکروں میں ہیں جبکہ حضرت امام ترمذی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں ''اور رفع الیدین نہ کرنا نبی کریم ﷺ کے کئی ایک صحابہ وتابعین کا مسلک ہے اور سفیان اور اہل کوفہ کا بھی۔''

اعتراض: اگر یہ روایت صحیح تسلیم کرلیں تو یہ منسوخ ہے جیسا کہ امام بیہقی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ رکوع کی رفع یدین مشروع ہونے سے پہلے یہ تھا پھر تطبیق منسوخ ہوئی جس پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عامل تھے تو رکوع جانے اور رکوع سے سر اٹھانے والی رفع یدین شروع ہوگئی اور مسعود کے پاس تھے۔

جواب: مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۱، ص ۲۴۵ میں روایت آتی ہے جسکی اسناد کے بارے میں حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اسناد حسن فتح الباری ج ۲، ص ۲۷۷ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تطبیق اور گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کو برابر سمجھتے تھے۔ جب لفظ تطبیق میں دونوں باتیں یکساں طور پر پائی جاتی ہیں ایک تھا وہ مفہوم جو "جناب" نے اخذ کیا اور وہ مطلب جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے اخذ فرمایا تو صحابہ کرام کے نزدیک تطبیق اور گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا برابر ہے تو یہ مفہوم جب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے متعین فرمادیا تو ادھر ادھر منہ مارنے کی کیا ضرورت ہے؟

مشکل بہت پڑے گی برابر کی چوٹ ہے   آئینہ دیکھئے گا ذرا دیکھ بھال کر

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دو مقتدیوں کے درمیان کھڑے ہونے کا جواب: حضرت اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اور میرے چچا علقمہ دوپہر کے وقت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر داخل ہوئے جب ظہر کا وقت ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوگئے پس آپ نے میرے اور میرے چچا کا ہاتھ پکڑا ایک کو دائیں جانب اور ایک کو بائیں جانب کردیا اور آپ رضی اللہ عنہ درمیان میں کھڑے ہوگئے پس ہم نے آپ رضی اللہ عنہ کے پیچھے صف بنائی، ایک ہی صف فارغ ہونے کے بعد ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے جبکہ تین آدمی ہوا کرتے تھے۔

(مسند احمد، ج ۱، ص ۴۵۹)

جواب نمبر ۲: حضرت امام ترمذی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس فعل کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے خود بخود نہیں کیا بلکہ جناب رسول ﷺ کا فرمان کہا ہے۔ تو اسکی صورت ایسی ہوگی جیسے تنگ مکان وغیرہ ہو تو ایسی صورت میں درمیان میں کھڑا ہونا سب کے ہاں بالاتفاق جائز ہے۔

(ترمذی، ج ۱، ص ۳۲۔ نصب الرایہ، ج ۲، ص ۳۴)

ابن بشیر! امام بیہقی علیہ الرحمۃ کا حوالہ تو نقل کردیا کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ رکوع والی رفع یدین کب شروع ہوئی؟ صرف ایک حدیث صحیح پیش کردیں۔! فجر کے دو فرض، ظہر کے چار، فرض عصر کے چار فرض، مغرب کے تین فرض، عشاء کے چار فرض ایک حدیث شروع تکبیر سے سلام تک پیش کر دیں، فجر کیلئے الگ حدیث ہو ایک اسی طرح ظہر، عصر، مغرب، عشاء، کیلئے الگ الگ ایک ایک۔

ابن بشیر کی جہالت و خیانت: اور مسعود کے پاس تھے۔ (ص ۴۶)

جناب عقل کے اندھے علم سے کورے آپ کا اسم شریف عبداللہ بن مسعود ہے جبکہ آپ نے مسعود لکھا جو آپ کے والد کا نام ہے پھر ان دو راویوں کا نام تک نہیں لکھا پھر حوالہ اگر ہوتا تو نقل کرتے پھر جب آپکے بزرگوں نے اسے تسلیم کرلیا ہے تو آپ ان کے خلاف دھرنا دیں اور اعلان بغاوت کر کے کوئی نئی جماعت بنالیں اور اپنے بزرگوں کی تردید شائع کریں۔

وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون ....!

اعتراض: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو نماز کے کئی مسائل میں نسیان ہوگیا تھا..........
عرفہ میں نبی ﷺ کا نماز کو جمع کرنیکی کیفیت وما خلق الذکر والانثی کی قرآت معوذتین وغیرہ۔

جواب: عن عبد الله ابن مسعود رضی الله عنه قال کان رسول ﷺ یصلی الصلوۃ لوقتها الا بجمع و عرفات. (نسائی شریف، ج ۲، ص ۳۶)

مذکورہ بالا روایت میں نماز عرفات کی تصریح ہے اور زیارت ثقہ معتبر ہے جیسا کہ ہم پیچھے باحوالہ ذکر کر آئے ہیں۔ اسکے باوجود صحابہ کرام پر خواہ مخواہ اعتراض کرنے والے اللہ رسول (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو کل کیا جواب دیں گے؟

وما خلق الذکر والانثی کی قرات تو یہ اختلاف قراۃ پر مبنی ہے اسکو غلطی پر محمول کرنا بیوقوفی ہے اور یہی قرآت حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی بھی تھی حوالہ کیلئے ملاحظہ ہو صحیح بخاری، ج ۱، ص ۳۲۹۔ ج ۱، ص ۵۳۰۔ ج ۱، ص ۵۳۱۔ ج ۲، ص ۷۳۷۔ مسند احمد، ج ۶، ص ۴۴۹۔ ج ۶، ص ۴۵۱۔ مزید دیکھئے الجوہر النقی ج ۲، ص ۸۲ یہ تو تھی غیر مقلدین کی رائی۔ اب ملاحظہ کیجیے کہ جناب رسالت مآب ﷺ کیا فرماتے ہیں۔ "جس شخص کو پسند ہو کہ وہ قرآن کو ویسے ہی تروتازہ پڑھے جیسے کہ وہ نازل کیا گیا ہے پس اس کو چاہئے کہ وہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراۃ پر پڑھے۔"

(مستدرک، ج ۳، ص ۳۱۱، ابن ماجہ، ص ۲۱)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور معوذتین:۔ حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح المہذب میں لکھتے ہیں:۔

اجمع المسلمون علی ان المعوذتین والفاتحہ من القرآن وان من جحد منها شیئا کفر وما نقل عن ابن مسعود باطل لیس بصحیح

(الاستشراق والخلیفۃ الفکریۃ للصراع الحضاری، ص 113)

ترجمہ: مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ معوذتین اور فاتحہ قرآن کا جزء ہیں جو ان میں سے کسی کی قرآنی آیات کا انکار کرے کافر ہے اس سلسلے میں جو باتیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں وہ باطل ہیں صحیح نہیں ہیں۔

(مزید دیکھئے محلی، ج ۱ ص ۱۳۔ شرح مسلم، ج ۱ ص ۲۷۲۔ الاتقان، ص ۸۱۔ فتح الملہم ج ۲ ص ۳۵۸ نزل الابرار ص ۱۳۲)

اعتراض: امام محمد نے کہا ہم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول پر عمل نہیں کرتے۔

جواب: حضرت امام محمد مؤطا میں حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ لاتے ہیں آپ نے کس طرح اسے امام صاحب کی طرف منسوب کر دیا۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ پھر آگے جو تین احتمالات ذکر کئے ہیں کیا حضرت امام محمد سے منقول ہیں یا اپنی طرف سے گھڑ کر انکے نام منسوب کر دیئے ہیں؟ اگر آپ نے ارشاد فرمائے ہیں تو حوالہ نقل کریں۔ کیا گھٹنوں کے درمیان ہاتھ رکھنے کو تطبیق کہا جاتا ہے؟ تو اسکا حوالہ حدیث شریف سے پیش کریں جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہو کہ گھٹنوں کے درمیان ہاتھ رکھنے کو تطبیق کہتے ہیں۔ ورنہ آپ تھوڑی سی تو شرم کریں حدیث سے ہٹ کر عمل اور نام اہل حدیث ہے، شرم تم کو مگر نہیں آتی۔

اعتراض: انکی سند میں سفیان مدلس ہیں جو ضعفاء اور مجاہیل سے تدلیس کرتے ہیں۔

جواب: امام سفیان ثقہ ہیں ابو بکر نہشلی سفیان کے تابع ہیں (کتاب العلل دارقطنی ص ۱۷۳) سید انور شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ آمین بالجہر میں تو سفیان احفظ الناس تھے نہ معلوم یہاں کیوں انکا حافظہ کمزور ہو گیا

(بسط الیدین ص ۳۲)

یہی بات اپنے امام ناصر الدین البانی تک پہنچا دیں کہ حضرت اس حدیث میں سفیان مدلس ہے جو ضعفاء و مجاہیل سے تدلیس کرتے ہیں آپ نے اس حدیث کو صحیح کہہ دیا۔ افسوس۔ افسوس۔ افسوس۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں — لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

دلیل نمبر 2:۔ حضرت محمد بن عمرو بن عطاء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "حضور ﷺ کے بہت سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا تذکرہ کیا تو ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔ کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو تم سب سے زیادہ یاد رکھنے والا ہوں میں نے آپ کو دیکھا جب آپ تکبیر (تحریمہ) کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ مونڈھوں کے برابر لے جاتے اور جب رکوع کرتے تو اپنے ساتھ اپنے ہاتھ گھٹنوں پر جما دیتے پھر اپنی کمر (مبارک) جھکا کر سر گردن کے برابر کر دیتے پھر رکوع سے سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہو جاتے حتی کہ آپ کی کمر کی ہر پسلی اپنی جگہ پر آ جاتی اور جب سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھ زمین پر رکھتے۔ نہ کہ بانہوں کو بچھاتے نہ سمیٹ کر پہلو سے لگا دیتے اور پاؤں کی انگلیوں کی نوکیں قبلے کی طرف رکھتے پھر جب دو رکعتوں پر بیٹھتے تو بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے پھر جب آخری رکعت میں بیٹھتے تو بایاں پاؤں آگے کرتے اور دائیں پاؤں کو کھڑا کر کے سرین پر بیٹھتے۔"

(بخاری شریف ۱۱۴)

اعتراض:۔ اس روایت میں رفع یدین کی نفی نہیں عدم ذکر ہے اور ابو حمید کی روایت جو ابوداؤد وغیرہ کے حوالہ سے ہم تحریر کر چکے ہیں اس میں رفع یدین کا ذکر ہے۔

جواب:۔ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالی عنہ پہلی مرتبہ تکبیر تحریمہ والی رفع یدین تو نہیں بھولے اور باقی ذکر نہیں کر سکے۔ اگر انہیں یاد نہیں رہی تھی تو دیگر صحابہ کرام جو کہ حضور علیہ السلام کی نماز کو سمجھنے کی خاطر بیٹھے تھے انہیں ٹوکتے لیکن ایسا بھی نہیں ہوا۔ یہ بات خلاف عقل اور محال ہے کہ ایک شخص کہے کہ میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا طریقہ بتلاؤں۔ باقی ساری نماز پڑھ کے دکھا دے تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع یدین بھی کرے اور باقی رفع یدین چھوڑ دے اور اس سنت کو چھوڑنے پر صحابہ خاموشی کا مظاہرہ کریں۔

بخاری بخاری کی رٹ لگاتے تو آپ کی سانس پھول جاتی ہے اب بخاری سے انحراف کیوں؟

اس لئے کہ مطلب نہیں نکل رہا۔ تمہیں تو اپنے مطلب سے غرض ہے جہاں سے مل جائے اور جو مطلب کے خلاف ہو چاہے بخاری شریف کی حدیث ہی کیوں نہ ہو آپ اسے چھوڑ دیتے ہیں جبکہ دوسری طرف بخاری و مسلم کے راویوں کی توثیق زمین و آسمان کے خلابے ملا دیتے ہو یہاں بخاری کے راوی بدل تو

نہیں گئے

اب ابوداؤد کے راوی اچھے لگنے لگے ہیں کیونکہ اس میں عبدالحمید بن جعفر ہے جو ضعیف ہے اس نے ہی رکوع کی رفع یدین کا ذکر بڑھایا ہے حضرت امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ عبدالحمید بن جعفر کے بارے میں لکھتے ہیں۔ لیس بالقوی (ضعفاء صغیر ص ۴۸)

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وہ ضعیف ہے (شرح معانی الاثار، ج ۱، ص ۱۵۶ ا ص ۱۷۹)

ابن بشیر! کیا اس بات کا ثبوت حدیث شریف سے پیش کردیں گے کہ اس حدیث شریف میں رفع یدین کی نفی نہیں بلکہ عدم ذکر ہے نفی اور عدم ذکر کا فرق حدیث شریف سے واضح کریں جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہو کہ عدم ذکر نفی نہیں ہوتا۔ ویسے بھی آپ کی قسمت میں صحیح احادیث پر عمل کرنا نہیں۔

اعتراض : اس روایت میں تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کندھوں کے برابر لیجانے کا ذکر ہے۔ آپ لوگوں کا عمل اس حدیث کے خلاف ہے۔

جواب: آپ تو عامل بالحدیث ہیں کیا صحاح ستہ کی احادیث میں کانوں تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر نہیں ہے۔؟ ملاحظہ ہوں، مسلم شریف، ج ۱، ص ۱۹۲، مسلم شریف، ج ۱، ص ۱۸۸، ابن ماجہ، ص ۶۲، نسائی شریف، ج ۱، ص ۱۰۱، نسائی شریف، ج ۱، ص ۱۰۲۔

دیگر کتب حدیث جن میں کانوں تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے، شرح معانی الاثار، ج ۱، ص ۱۳۵، دار قطنی، ج ۱، ص ۲۹۴، سنن الکبریٰ، ج ۲، ص ۲۵، مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۶۹، دار قطنی، ج ۱، ص ۳۰۰، معجم طبرانی کبیر، ج ۲۲، ص ۸۱، مستدرک حاکم، ج ۱، ص ۲۲۶، جزء رفع یدین، ص ۳۲، تو ان مذکورہ بالا احادیث پر آپکا عمل کیوں نہیں؟

فما ہو جوابکم فھو جوابنا.

اعتراض : جس طرح رفع الیدین کا ذکر نہیں اسی طرح ثناء، قرآت، رکوع کی تسبیحات، اذکار التحیات، درود شریف، دعا کا بھی ذکر نہیں۔

جواب : جناب جو حدیث ابوداؤد سے پیش کی ہے اس میں باتوں کا ذکر ہے۔؟ اگر نہیں تو جو جواب آپ اس حدیث کا دیں گے وہی ہمارا جواب ہوگا کیا تسبیحات و اذکار کو بلند آواز سے پڑھا جاتا ہے۔؟ اگر ایسا ہے تو ایک حدیث سے ثبوت دیں۔

اپنے دامن کے لئے خار چنے خود تم نے ۔۔۔ اب یہ چبھتے ہیں تو پھر اس میں شکایت کیا ہے

دلیل نمبر 3: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنھما کے پیچھے نماز پڑھی پس ان سب حضرات نے رفع یدین نہ کیا مگر تکبیر تحریمہ کے وقت، بیہقی ج ۲، ص ۷۹، دار قطنی ج ۱، ص ۲۹۵، مجمع الزوائد، ج ۲، ص ۱۰۱۔

اعتراض : اس روایت کے بیان کرنے میں محمد بن جابر منفرد ہے اور یہ ضعیف راوی ہے

جواب: محمد بن جابر کی توثیق قال الذھلی لا باس بہ امام ذھلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''اس کی حدیث میں کوئی خرابی نہیں'' (تہذیب التہذیب، ج ۹، ص ۹۰)

حضرت امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے انکی حدیث کو صحیح فرمایا۔ (نصب الرایہ، ج ۱، ص ۶۴)

حضرت امام ذھبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وفی الجملۃ قد روی عن جابر ائمہ وحفاظ: ۔ محمد بن جابر سے روایت کرنے والے بڑے امام اور حفاظ حدیث ہیں۔

(میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۳۴)

علامہ نورالدین ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں وقد وثقہ غیر واحد کہ بہت سے محدثین کرام نے محمد بن جابر کی توثیق کی ہے۔ (مجمع الزوائد، ج ۲، ص ۲۹۵) بڑے بڑے محدثین نے ان سے روایت کی ہے دیکھئے نصب الرایہ، ج ۱، ص ۳۹۔

قارئین کرام۔ دیکھا آپ نے جن کے حوالہ ابن بشیر صاحب نے انہیں قابل قبول نہیں بتایا ہم نے اسی کے حوالہ سے توثیق کردی یعنی مجمع الزوائد اور ہم نے کھل کر حق کو بیان کردیا۔

مانو یا نہ مانو یہ تو آپکو اختیار ہے ۔۔۔ ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے دیتے ہیں

رہا ابن جوزی کا اسے موضوعات میں شمار کرنا تو جناب ذرا اپنے اکابر کا مطالعہ کرلیتے دامن کو ذرا دیکھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مولوی امیر یمانی غیر مقلد ایک حدیث کو ذکر کرنیکے بعد لکھتا ہے کہ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا لیکن ابن جوزی نے موضوعات میں شمار کیا ہے

(سبل السلام، ج ۲، ص ۱۰۹)

ایک جگہ لکھا کہ ابن جوزی صحیح اور ضعیف حدیث کی پرکھ نہیں رکھتے۔

(سبل السلام، ج ۲، ص ۱۷۸)

قاضی شوکانی غیر مقلد لکھتا ہے کہ ابن جوزی نے صحیح حدیثوں کو موضوعات میں شمار کر دیا چہ جائیکہ وہ حسن اور ضعیف حدیثوں کو موضوعات میں شمار کریں۔

(الفوائد المجموعہ، ص ۴)

اسی کتاب کے ص ۱۴۹ میں ابن جوزی پر چوٹ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوع حدیثوں کی مد میں داخل کر کے ٹھوکر کھائی اسی طرح ص ۲۱۲ ابن جوزی پر چوٹ کی ہے۔ ابن بشیر اگر اپنے بڑوں کو دیکھتا تو کبھی یہ حوالہ نقل نہ کرتا جو گلہ آپ ہم سے کر رہے ہیں وہی اپنے بڑوں سے کریں ابن جوزی کے متعلق اور بزرگوں کی آراء بھی ملاحظہ ہوں:۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں و ابن الجوزی متساھل فی الحکم علی الحدیث بالوضع کہ ابن جوزی حدیث کو موضوع کہنے میں تساہل ہے۔

(اللآلی المصنوعہ، ج ۲، ص ۳۳)

مولانا عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں کہ ابن جوزی صحیح حدیثوں کو موضوع کر دیتے ہیں۔

(التعلیق الممجد، ص ۳۳)

ہم صرف چند حوالوں پر اکتفاء کر رہے ہیں اس امید پر

طوفان نوح لانے سے اے چشم فائدہ   دو اشک ہی بہت ہیں اگر کچھ اثر کریں

اعتراض :امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر کتابوں کی چوری کا الزام اور اسکا جواب

جواب :ابن بشیر اصل مسئلہ سے ہٹ کر ادھر ادھر پھڑ پھڑانے لگے ہیں نہ جانے انہیں کس بلا نے دبوچ لیا ہے وہ امام صاحب پر چوری کا الزام لگاتے ہوئے بھی نہیں چوکتے۔ امام صاحب پر چوری کا الزام تو آسان تھا ثبوت مشکل ہے اس واقعہ کی سند میں جریر بن عبدالحمید الضبی ہیں اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لم یکن بالذکی فی الحدیث اختلط علیہ یعنی یہ حدیث میں ذہانت نہیں رکھتے تھے بلکہ ان پر خلط ملط واقع ہوتا تھا۔

(تہذیب التہذیب، ج ۴، ص ۷۵)

حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔ نسب فی آخر عمرہ الی سوء الحفظ. آخر عمر میں انکا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔

امام علی بن مدینی علیہ الرحمۃ فرماتے کہ جریر حاطب لیل تھے جیسے رات کو لکڑیاں چننے والا سوکھی اور گیلی میں تمیز نہیں کر سکتا اسی طرح جریر حدیثوں میں تمیز نہ کر سکتے تھے۔

(تہذیب، ج ۲، ص ۷۵)

حضرت امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ جریر اعلانیہ طور پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے تھے۔

(تہذیب، ج ۲، ص ۷۷)

جی ابن بشیر! صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو گالیاں دینے والے کے بارے میں کیا خیال ہے؟ وہ صحیح العمل اور صحیح العقیدہ ہے؟ نہیں تو جسکا عمل وعقیدہ دونوں مشکوک ہیں اور ان کے بارے میں امام احمد بن حنبل اور امام بیہقی، علی بن مدینی کی آراء ہم نقل کر چکے ہیں پھر ایسے شخص کی روایت پر اعتبار ہم مسلک ہونے کے اعتبار سے ہے جو ہم عنقریب واضح کرتے ہیں اب ان دلائل و براہین سے واضح ہو گیا کہ امام صاحب علیہ الرحمۃ کا دامن کرم ایسی باتوں سے پاک تھا۔ اور آپ کے منہ پر خاک پڑی۔

اب ہم مسلک اہلحدیث اور مسلک شیعہ کا آپس میں تجزیہ پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرماویں:۔

شیعہ مسلک والے محترم حضرات ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذی النورین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ان تینوں خلفاؤں کو نہیں مانتے دل سے بھی نہیں مانتے اور زبان سے بھی نہیں مانتے اور عملی اعتبار سے بھی نہیں مانتے بلکہ ان تینوں خلفاء پر طنز اور تبرا کرتے ہیں اس کو عین عبادت اور نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مانتے ہیں لیکن ماننے میں غلو کر گئے ۔ماننے کی جو حد تھی اس سے آگے چلے گئے۔

حدیث: حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ایک مشابہت ہے، یہودیوں نے ان کو برا سمجھا یہاں تک کہ ان کی والدہ محترمہ پر زنا کی تہمت لگائی اور نصاریٰ نے اتنا پسندیدہ محبوب قرار دیا کہ ان کو اس درجہ پر پہنچا دیا جو ان کے لئے ثابت نہیں ہے۔ (یعنی خدا کا بیٹا) اس کے بعد نبی ﷺ نے فرمایا کہ میرے معاملہ میں (یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے معاملہ میں) دو شخص (یعنی دو جماعتیں) ہلاک ہوں گی (یعنی گمراہی میں مبتلا ہوں گی) ایک تو وہ جو حد سے زیادہ (مجھ سے محبت رکھنے والا ہوگا) اور مجھ میں وہ خوبیاں بتائے گا جو مجھ میں نہ ہوں گی۔ دوسرے وہ جو میرا دشمن ہوگا اور مجھ سے دشمنی اس کو اس امر پر آمادہ کر دے گی کہ وہ مجھ پر

بہتان باندھے گا۔

حوالہ: (۱) مشکوٰۃ شریف، ج ۲، ص ۹۱۱، حدیث نمبر ۵۸۱۰ فضائل حضرت علی رضی اللہ عنہ (۲) مظاہر حق، ج ۴، ص ۱۲۵

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دشمنی رکھ کر گمراہ ہونے والا فرقہ تو خارجی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت میں حد سے آگے چلے جانے والے شیعہ صاحبان ہیں ایسا کیوں ہوتا ہے جب کہ چاروں خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی اتباع اور فضائل میں ان گنت قرآن کریم کی آیتیں اور حدیثیں موجود ہیں پھر یہ محترم ایسا کیوں کرتے ہیں۔

اسکی وجہ یہ ہے کہ شیعہ صاحبوں کی سمجھ کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بعد میں خلافت ملی وہ ان کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی توہین تھی اور آپ کی شان مبارک کے خلاف تھی یہ ان تینوں خلفاؤں کا ظلم تھا یعنی حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر ابن خطاب اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنھم ان تینوں نے مل کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہلے خلیفہ نہیں بنایا اسی وجہ سے شیعہ صاحبان تینوں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سے ناراض ہیں اور ان پر طعن تبرا کرنا ثواب سمجھتے ہیں۔

انصاف کی نظروں سے دیکھا جائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بعد میں خلافت ملی اس سے آپ کا مرتبہ گھٹا نہیں ہے بلکہ بلند ہوا ہے حضور ﷺ ازل سے ہی خاتم الانبیاء ہیں لیکن آپ کو سب کے بعد میں نبی بنا کر بھیجا اور ختم نبوت کا اعلان کر دیا حضور ﷺ پر نبوت ختم تو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر خلافت ختم اس سنت کا ثواب آپ ہی کو ملا۔ یہ درجہ یہ مرتبہ اگلے تینوں خلفاؤں کو نہیں ملا لہذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بعد میں خلافت ملی یہی آپ کے شایان شان تھی اور اللہ تعالیٰ کو بھی یہی منظور تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر خلافت ختم کر دی جائے۔ اب بلاوجہ دوسروں کو برا کہنا اور آپس میں جھگڑے فساد کرنا یا کرانا یہ کوئی دین کا کام یا نیکی کا کام نہیں ہے پھر بھی شیعہ صاحبان ہر سال طعن اور تبرا کی محفلیں قائم کرتے ہیں اور اس میں اگلے خلفاؤں پر تبرا کرنا عین عبادت اور ثواب سمجھتے ہیں ایسا کیوں ہوتا ہے۔

اسکی وجہ یہ ہے کہ ان محترموں نے اسی قسم کا ایک ذہن بنالیا ہے اور اسی کی تعلیم بچوں کو دی جاتی ہے جب سے بچہ سمجھنے لگتا ہے وہاں سے لے کر اسکی جوانی تک اس کے دماغ میں وہی باتیں بٹھائی جاتی ہیں دوسری بات سمجھنے اور سوچنے کا اس کو موقع ہی نہیں دیا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بچہ جب جوان ہو جاتا ہے تو اسی کے گیت گاتا رہتا ہے جو بچپن سے اس کے دماغ میں بیٹھا دیا جاتا ہے حالانکہ شیعہ

جاتا ہے تو اسی کے گیت گاتا رہتا ہے جو بچپن سے اس کے دماغ میں بیٹھا دیا جاتا ہے حالانکہ شیعہ
صاحبوں میں عربی کے جاننے والے موجود ہیں لیکن عربی جاننے کے باوجود اس عربی نے ان کو کوئی فائدہ نہیں دیا اور چاروں خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عملی زندگی سے ہٹ چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شیعہ صاحبوں میں ایک بھی حافظ قرآن آپ کو نہیں ملے گا۔

اگرچہ ہمارے زمانہ میں بھی مسلمانوں کے جو فرقے اور طبقے ہیں ان کی تعداد بہتر (۷۲) کے عدد سے یقیناً کم نہ ہوگی لیکن اس میں شک نہیں کہ اس وقت قریب قریب پوری ملت اسلامیہ ظاہری طور پر دو ہی بڑے فرقے یعنی اہل سنت وجماعت، اہل تشیع (سنی وشیعہ) میں تقسیم ہے اور یہی دونوں فرقے تقریباً ساری دنیائے اسلام میں موجود ہیں۔ اس لئے اب حق اور ناحق کی زیادہ گفتگو کا موضوع یہی دونوں فرقے قرار پاتے ہیں۔ اور انھیں کے عقائد ونظریات کو معلوم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جہاں تک عوام کا تعلق ہے کہ جو دین وشریعت سے واقفیت نہیں رکھتے، اور اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ ہیں، ان کو ان دونوں فرقوں کے درمیان حق وناحق کا امتیاز کرنے میں یقیناً بڑی دقت پیش آتی ہے۔ مثال کے طور پر جو اسلام کی طرف دیکھتا ہے تو اس کو ایک طرف اہل سنت والجماعت نظر آتے ہیں، اور دوسری طرف شیعہ وروافض کی بھیڑ نظر آتی ہے۔ اس کے سامنے دونوں ہی فرقے اپنے آپ کو حق کا علمبردار بتاتے نظر آتے ہیں اور دونوں ہی اپنے اپنے معتقدات ونظریات کے ثبوت میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے شہادت پیش کرتے ہیں ایسے میں وہ بے چارہ نومسلم سخت حیران وپریشان ہوتا ہے کہ کس کو حق پر مانے اور کس کو باطل سمجھے اس طرح کے لوگوں کے لئے چند بنیادی باتیں پیش کی جاتی ہیں جن کو اگر سامنے رکھا جائے تو حق وباطل کے درمیان فرق کرنا نہایت آسان ہو جائے گا۔

اول یہ کہ قرآن پاک جو اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے اور اس کا حفظ، یاد ہونا بہت بڑی سعادت ہے، اور یہ سعادت بالعموم سنیوں کو حاصل ہے۔ روافض اس سے محروم رہتے ہیں جتنے بھی حافظ قرآن پائے جاتے ہیں وہ سنی ہی ہوتے ہیں اور رافضیوں میں ڈھونڈھے سے بھی کوئی حافظ قرآن نہیں ملتا۔ اگر کوئی ایک آدھ رافضی حافظ قرآن پایا بھی جاتا ہو تو وہ شاذ ونادر کے حکم میں ہے۔ اور نادر چیز نہ ہونے ہی کے درجہ میں شمار ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ اسلام کی پوری تاریخ میں جو اولیاء اللہ، بزرگان امت اور علماء دین وشریعت کے رکن وستون مانے گئے ہیں اور جن میں سے بعضوں کے معتقد

روافض بھی ہیں وہ سب سنّی ہی تھے، ان سب کے عقائد و خیالات اور اعمال و معمولات وہی رہے جو اہل سنت و جماعت کے ہاں مسلمہ ہیں، اگر اہل سنت و جماعت کا مسلک حق نہ ہوتا تو وہ سب اس مسلک کے پیروکار کاہے کو ہوتے اور کیوں اپنے آپ کو اہل سنت و جماعت سے وابستہ کرتے ۔تیسرے یہ کہ جو چیزیں اسلام کا شعار اور دین کا مظہر مانی جاتی ہیں جیسے جمعہ کی نماز، عیدین کی نماز، باجماعت نماز اور حج وغیرہ ان کو جس طرح علی الاعلان اور اہتمام کے ساتھ سنی ادا کرتے ہیں روافض و شیعہ اس طرح ان کی ادائیگی سے محروم ہیں اور چوتھے یہ کہ مکہ اور مدینہ وہ مقام ہیں جہاں سے دین کی ابتداء ہوئی اور جہاں سے دین کی روشنی سارے عالم کو پہنچی، ان مقامات کے لوگ کہ جو ساری دنیا کے مسلمانوں سے زیادہ بزرگ و محترم مانے جاتے ہیں۔ سنی ہیں اور ان کے پورے ملک میں اہل سنت و جماعت ہی کا مسلک رائج ہے۔ اگر شیعہ و روافض کا مسلک حق و صداقت پر مبنی ہوتا تو مکہ و مدینہ کے بزرگ اسی مسلک کے تابع ہوتے اور سنیوں میں اپنے آپ کو شمار نہ کراتے۔ حقیقت یہ ہے کہ صرف یہ چار موٹی باتیں ہی ایسی ہیں کہ جو اہل سنت والجماعت کی حقانیت و صداقت کی بالکل کھلی ہوئی دلیل ہیں اور اگر ان میں ذرا بھی غور کیا جائے تو دین و شریعت کا پورا علم اور حق و باطل کی پہچان کی فنی مہارت حاصل کئے بغیر ہی آدمی حق و صداقت کو روز روشن کی طرح دیکھ اور سمجھ سکتا ہے۔

جہاں تک دوسرے گمراہ فرقوں کا تعلق ہے تو ان میں سے بھی ہر ایک ہی اپنے اپنے مذہب و مسلک کی سچائی کا دعویٰ کرتا ہے اور خود کو حق پر بتلاتا ہے لیکن ظاہر ہے کہ محض دعویٰ تو کافی نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنی حقانیت کی ایسی مضبوط دلیل پیش نہ کریں جو دین و شریعت کی روشنی میں جو یائے حق کو مطمئن کر سکے اس وقت تک ان کے دعوے کی ذرا بھی اہمیت نہیں ہوگی۔ ان سب کے مقابلہ پر اہل سنت و جماعت کے برحق ہونے کی واضح ترین دلیل یہ ہے کہ دین اسلام ہم تک نقل و روایت کے ایسے مضبوط تسلسل کے ساتھ پہنچا ہے جس کی کوئی کڑی کمزور نہیں اور جس کے کسی واسطہ میں کوئی جھول نہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر دین و شریعت کو جس صورت میں نازل کیا تھا اسی صورت میں نقل و عمل کے تسلسل و تواتر کے ساتھ ہمارے سامنے آیا ہے نہ کہ محض عقل اور ظن و قیاس کی بنیاد پر اس کو ہم نے دیکھا اور جانا ہے، پس عمل و نقل کے اس تسلسل و تواتر اور احادیث و آثار میں پوری طرح تلاش و جستجو جو یقینی نتیجہ نکالا جا سکتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اسی مسلک و مذہب کو دنیا کے سامنے اپنے قول و عمل کے ذریعہ پیش کیا تھا اور اسی مسلک مذہب پر صحابہ رضی اللہ عنھم وتابعین رحمتہ اللہ علیہم کار بند اور عمل پیرا تھے جو اہل سنت و جماعت کا مسلک و مذہب ہے۔ جب کہ گمراہ فرقے اپنی تمام تر گمراہیوں کے ساتھ زمانہ نبوت اور صحابہ رضی اللہ عنھم وتابعین رحمتہ اللہ علیہم کے دور کے بعد پیدا ہوئے پچھلے زمانوں کے ان تمام مسلم بزرگان ملت اور پیشوایان دین میں سے کوئی بھی ان فرقوں میں سے کسی بھی فرقہ کے مسلک پر کار بند نہیں تھا بلکہ اگر کوئی شخص دین میں کوئی نئی بات نکالتا یا امت کے اسلامی و شرعی معتقدات و مسلمات میں کسی طرح کا تفرقہ ڈالنے کی کوشش کرتا تو وہ بزرگ ایسے سے اپنی بیزاری کا برملا اظہار کرتے اور اس سے دوستی و قربت کے تمام روابط توڑ لیتے تھے۔ تمام آئمہ حدیث صحاح ستہ اور دوسری کتب احادیث کے مصنفین، علمائے ربانیین اور اولیائے کاملین رحمتہ اللہ علیہم سب کے سب اہل سنت و جماعت کا مسلک رکھتے تھے اگر اہل سنت و جماعت کا مسلک سچا اور برحق نہ ہوتا تو اتنے کروڑ ہا کروڑ اچھے اور نیک لوگ اس مسلک کے معتقد و پیرو کیونکر ہوتے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس مسلک کی حقانیت و صداقت کی بے شمار مضبوط دلیلیں ہیں، جو بھی شخص ضد و ہٹ دھرمی اور نفسانیت سے الگ ہو کر عقل سلیم اور قلب صادق کے ساتھ حق کو جاننا چاہتا ہو اس کے لئے کوئی ایک دلیل ہی کافی ہے، اور جو شخص تعصب و کجروی کا شکار ہو کر حق کی طرف سے آنکھیں بند رکھنا چاہتا ہو اس کے لئے دلائل کے دفتر کے دفتر بھی ناکافی ہی رہیں گے۔

حوالہ: مظاہر حق جدید جلد نمبر ص ۲۳۴ تا ص ۲۳۵ کتاب سنت

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے یہ اسی کے سینہ میں رہ سکتا ہے جو جماعت دیانت دار اور امانتدار ہو اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جس کے دل میں محبت ہو اور جماعت ان کی اتباع میں ہو۔ دین میں خیانت کرنیوالے اور خلفائے راشدین رضی اللہ علیہم اجمعین سے عداوت یا بغض رکھنے والوں کے سینہ میں قرآن کریم محفوظ نہیں رہ سکتا۔

مسلک اہل حدیث والے صاحبان چاروں خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو زبان سے مانتے ہیں لیکن اتباع چاروں میں سے کسی کی نہیں کرتے اہل حدیث کے مدرسوں میں بھی بچوں کے دماغ میں کچھ ایسا بیٹھا دیا جاتا ہے کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کی اتباع صحیح نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل حدیث صاحبان عالم ہو جاتے ہیں عربی کے جاننے والے ہو جاتے ہیں پھر بھی خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی اتباع سے محروم ہیں، حالانکہ خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تائید اور فضائل اور اتباع کا حکم قرآن کریم میں موجود ہے اور الحمد اللہ.

خلفائے راشدینؓ رضی اللہ عنہم کی تائید اور اتباع کی تاکید اور فضائل میں حدیثیں تو بارش کی بوندوں کی طرح موجود ہیں۔ پھر بھی اہل حدیث صاحبان خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی اتباع سے بھاگتے ہیں۔

اہل حدیث صاحبوں میں بھی حافظ بہت کم ہیں ان اہل حدیث صاحبوں کے مدرسوں میں حفاظ کا درجہ قائم کیا جاتا ہے لیکن بعض جگہ پر وہ چلتا ہی نہیں مجبوراً حفاظ کا درجہ بند کر دیا جاتا ہے پھر بھی محترم اہل حدیث صاحبوں کو مدارس حنفیہ سے بھیک مانگنے کو آتے ہیں۔

مسلک اہل حدیث صاحبوں کی جہاں جہاں مسجدیں ہیں وہاں بعض جگہ پر حنفی حافظ تروایح میں قرآن پاک سناتے ہیں۔ ان اہل حدیث صاحبوں کے پاس اتنے حافظ نہیں ہیں کہ ان کی سب مسجدوں میں قرآن کریم پڑھکر سنائیں۔ تو بعض جگہ پر مسلک اہل حدیث والے حنفیہ حافظ کی تلاش میں رہتے ہیں اور مجبوراً حنفی حافظ کی اقتداء کرتے ہیں پھر بھی اہل حدیث صاحبوں کو اپنی غلطی کا احساس نہیں ہوتا تعجب ہے۔

ہندوستان میں شافعی صاحبان جو ہیں ان کے پاس بھی حافظ کم ہیں تو بعض جگہ پر وہ بھی حنفی حافظ کا انتظام اپنی مسجدوں میں کرتے ہیں۔ خداوند کریم کا حنفیہ مسلک والوں پر یہ فضل خاص نہیں تو اور کیا ہے؟ (قرآن وحدیث اور مسلک اہلحدیث ص۳۲۶ تا ۳۲۴)

دلیل نمبر۴: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا کہ آپ نماز کے شروع میں کندھوں تک ہاتھ اٹھائے اور رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رفع یدین نہیں کیا اور نہ ہی دونوں سجدوں کے درمیان رفع الیدین کیا (مسند ابوعوانہ ج ۲ ص ۹۱)

اعتراض: یہ روایت عدم رفع یدین میں پیش کرنا انصاف کا خون کرنے کے مترادف ہے

جواب: ابن بشیر کا فرض بنتا تھا کہ مسند ابوعوانہ سے وہ حدیث شریف عربی میں نقل کر کے غلط ترجمہ کی نشاندہی کرتا۔ لیکن اسے اپنے جھوٹے مسلک کو بچانے کے لئے اسکی اصل عبارت پر پردہ ڈالنا ہی ضروری تھا اور الفاظ کی ہیرا پھیری سے مقصد نکالنا ہی ضروری تھا ہم نے مسند ابوعوانہ کے ص ۹۱ کا حوالہ دیا جبکہ ابن بشیر ص ۹۰ پر چلے گئے۔ پھر لکھتے ہیں جی اتنے بڑے محدث نے جو باب باندھا ہے یہ حدیث اسکے خلاف ہے۔ مولوی جی آپ ادھر ادھر کیوں ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں اگر ہمت ہے تو حدیث شریف عربی میں پیش کریں اسکا ترجمہ کریں پھر فریب کی نشاندہی کریں۔ کیا ترجمۃ الباب نبی

اقدس ﷺ کی حدیث ہے یا کہ محدثین نے اجتہاد سے قائم کیا ہے۔؟ وہ تو غیر معصوم امتی ہیں آپ انکے ترجمۃ الباب کو سامنے رکھ کر جو غیر معصوم ہیں خاتم المعصومین ﷺ کی حدیث کو در پردہ رد کر کے سعی لاحاصل کر رہے ہیں ایسا کام کرتے ہوئے تو آپکو شرم شرم شرم آنی چاہئے کہ جناب نے حدیث کا لیبل لگایا ہوا ہے۔

دلیل نمبر۵:۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں تمہیں رفع الیدین کرتے دیکھ رہا ہوں گویا کہ شریر گھوڑوں کی دمیں ہیں نماز کے اندر سکون اختیار کرو (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۸۱ ابوداؤد ج ۱ ص ۱۵۰ نسائی شریف ج ۱ ص ۱۰۷)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو جب ہم سلام پھیرتے تو ہم ہاتھ سے اشارہ کرتے السلام علیکم السلام علیکم کہتے تو آپ نے ہماری طرف دیکھا تو فرمایا تمہیں کیا ہوا تم اپنے ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہو گویا کہ تمہارے ہاتھ شریر گھوڑوں کی دمیں ہیں تو جب تم میں سے کوئی سلام پھیرے تو اپنے ساتھی کی طرف توجہ کرے اور ہاتھ سے اشارہ نہ کرے

(صحیح مسلم، ج ۱ ص ۱۸۱)

مذکورہ بالا دونوں حدیثیں مختلف ہیں پہلی حدیث میں رفع الیدین نہ کرنے اور نماز میں سکون اختیار کرنے کا حکم دیا گیا اور دوسری حدیث میں نماز سے سلام پھیرتے وقت جو ہاتھوں سے اشارہ کرتے تھے اس سے منع فرمایا گیا۔ جب کہ پہلی حدیث میں نہ سلام کا ذکر ہے اور نہ سلام کے وقت اشارہ کرنے کا جبکہ دوسری حدیث میں اسکا ذکر ہے لہٰذا دونوں حدیثوں کو اپنے اپنے محل پر رکھنا چاہئے ان کو ایک حدیث نہیں قرار دینا چاہئے حدیثوں کے سیاق سے پتہ چلتا ہے کہ دونوں کا موضوع مختلف ہے یعنی ان میں سے پہلی کا موضوع اور ہے دوسری کا اور، پہلی حدیث سے کسی اور چیز سے منع کیا گیا ہے دوسری میں کسی اور چیز سے منع کیا گیا ہے اور یہ ممکن ہی نہیں ہم پہلی حدیث کو اجمال دوسری کو اس کی تفصیل قرار دیں اس کی کئی ایک درج ذیل وجوہات ہیں:۔

۱) ایک یہ کہ پہلی حدیث میں نبی کریم ﷺ کا فرمان **اسکنوا فی الصلوۃ** انکے نماز کے اندر رفع الیدین کرنے کے بارے میں وارد ہوا چنانچہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم نماز میں رفع الیدین کرتے تھے تو آپ نے فرمایا ان کو کیا ہو گیا

کہ وہ ہاتھوں کو نماز میں بلند کرتے ہیں گویا کہ سرکش گھوڑے کی دمیں ہیں نماز میں سکون اختیار کرو۔

(نسائی شریف، ج ۱، ص ۱۷۶)

اس حدیث شریف میں ''ہم نماز میں رفع یدین کرتے تھے'' کا جملہ غور طلب ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ نماز میں سکون اختیار کرو اس کے برعکس دوسری حدیث میں یہ بات ہی نہیں ہے کہ نماز میں رفع الیدین کرتے تھے اور نہ ہی یہ الفاظ ہیں نماز میں سکون اختیار کرو۔ بلکہ اس میں ہے کہ جب تم میں سے کوئی سلام پھیرے، تو اپنے ساتھ والے کی طرف دیکھے اور ہاتھ سے اشارہ نہ کرے کیو نکہ انکا ہاتھ اٹھانا سلام کے وقت تھا اور یہ حالت نماز کے اندر کی نہیں بلکہ نماز سے باہر آنے کی ہے لہذا اس دوسری حدیث شریف میں نماز میں سکون اختیار کرو نہیں آیا۔

۲) دوسرا یہ کہ حدیث اول میں نبی کریم ﷺ کے گھر مبارک سے تشریف لانے کا ذکر ہے اس موقع پر آپ ﷺ انکے ساتھ نماز میں شریک نہ تھے چنانچہ مسند احمد کی روایت میں یہ الفاظ واضح طور پر ہیں کہ حضور علیہ السلام مسجد میں داخل ہوئے تو کچھ لوگوں کو دیکھا وہ رفع الیدین کرتے ہیں تو فرمایا یہ لوگ ہاتھ اوپر کرتے ہیں گویا کہ ان کے ہاتھ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں نماز میں سکون اختیار کرو۔

(مسند احمد، ج ۵، ص ۹۳)

اس کے برعکس دوسری حدیث شریف میں جو نماز میں ہاتھوں کا اٹھانا مذکور ہے اس نماز میں رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ تھے جیسا کہ اس حدیث کے ان الفاظ کے ساتھ واضح ہے ''کہ میں نے حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی یا جب ہم حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے'' تو جب ہم سلام پھیرتے تو ہم ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہوئے کہتے السلام علیکم۔

۳) تیسرا یہ کہ پہلی حدیث شریف سے ظاہر ہوتا ہے کہ رفع یدین کرنا نمازیوں میں سے مخصوص لوگوں کا فعل تھا اور یہ وہ لوگ تھے جو اس وقت مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے خواہ وہ سب کے سب کر رہے تھے یا ان میں سے کچھ کر رہے تھے ان حضرات کے سوا جو اس وقت نماز میں ہی نہیں تھے لیکن اس کے برعکس دوسری حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس رفع یدین سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا وہ سب کا فعل تھا۔

۴) چوتھا یہ کہ پہلی حدیث میں ایک لفظ عام کہ نماز میں سکون اختیار کرو کے ذریعے رفع یدین سے منع کیا گیا ہے جبکہ دوسری حدیث میں نماز کی ایک مخصوص حالت یعنی سلام پھیرنے کی حالت میں اشارہ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

اعتراض: ان دونوں حدیثوں کو محدثین نے ایک ہی قرار دیا ہے۔

(ب) ابن القطبیہ کی روایت میں سلام کے وقت کی جو تصریح موجود ہے اس کی موجودگی میں ظاہر ہوتا یہی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث رفع عند السلام سے ہی متعلق ہے اور دونوں حدیثوں کو الگ الگ قرار دینا جبکہ دونوں کا راوی بھی ایک ہے اور متن بھی قریب قریب ہے۔

جواب: کس محدث نے کہا ہے کہ دونوں حدیثیں ایک ہی ہیں؟ پھر محدث کا انہیں ایک کہنا اس کا اپنا اجتہاد ہے۔ جناب تو صرف کتاب وسنت کی بات کرتے ہیں۔ کیا محدثین کا ان احادیث کو ایک قرار دینا کتاب وسنت سے ثابت ہے؟ جب حدیث کے ظاہر سے اپنی مخالفت نظر آئی اور صاف اپنا چہرہ دکھائی دیا تو محدثین کے دامن سے جا لپٹے جی ہمیں بچالو تمہیں بتاؤ اہلحدیث اسی منافقت کا معجون مرکب ہے کہ حدیث شریف کو ترک کر کے کسی اور کیطرف منہ پھیرا جائے اور ادھر نعرے لگائے جائیں ہوتے ہوئے مصطفیٰ کی گفتار مت دیکھ کسی کا قول وقرار۔

وھابی بے غیرت جھوٹے ہیں یارو — ترا تر جو تیاں تم ان کو مارو

قارئین کرام: یہ بات عقلاً محال ہے کہ ایک کام سے رسول اللہ ﷺ منع فرمائیں اور پھر صحابی وہ کام سرانجام دے یعنی ایک بار نماز پڑھ رہے تھے تو منع فرمادیا کہ رفع عند السلام نہ کیا کرو پھر تشریف لائے تو وہ کر رہے تھے (معاذ اللہ) دونوں کا راوی ایک ہے اور متن قریب قریب ہے

حالانکہ عدم رفع کی سند اسطرح ہے:۔

حدثنا ابوبکر بن ابی شیبہ و ابو کریب قال معاویة عن الاعمش عن المسیب بن رافع عن تمیم بن طرفہ عن جابر بن سمرة.

جبکہ دوسری حدیث کی سند کچھ اس طرح ہے:۔

حدثنا ابو نعیم عن معر عن عبداللہ بن القطبة عن جابر بن سمرة.

آپ انہیں غور سے پڑھیں کہ سندوں میں کتنا فرق ہے اور متن کا فرق ہم اوپر واضح کرآئے ہیں۔

مکۃ المکرمۃ کے مشہور محدث حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے بھی انہیں الگ الگ دو حدیثیں قرار دیا۔

(مرقات شرح مشکوۃ، ج ۲، ص ۲۵۵)

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں مذکورہ حدیث شریف نسخ کا فائدہ دیتی ہے۔

(شرح نقایہ، ج ۱، ص ۷۸)

اب ہمیں بتائیں کہ ایک محدث اس حدیث سے نسخ ثابت کر رہا ہے جنہیں آپکے بزرگ نواب صاحب الشیخ العلامہ کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ (نزل الابرار، ص ۱۲۵) تو اس صورت میں کوئی حدیث شریف پیش کریں کہ جس میں اس بات کا ذکر ہو کہ ہم بخاری کی مانیں یا ملا علی قاری کی؟ فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والی الرسول!

پھر جو مثال آپ نے بخاری شریف سے پیش کی مکۃ المکرمہ کے مشہور محدث کی اس تک رسائی نہ ہوئی اور آپ بعد میں محدثیت کے منصب پر فائز ہونے کیلئے تلے ہوئے ہیں۔ رہی یہ بات کہ محدثین تبویب میں دونوں حدیثوں کو ایک باب میں لائے تو یہ محدثین کا اپنا اجتہاد ہے نہ کہ ترجمۃ الباب حدیث رسول ہے اور محدثین غیر معصوم ہیں اور آپکا اصول بھی اس سے ریزہ ریزہ ہوتا ہے کہ کتاب وسنت پر عمل کرنا چاہئے۔ تو ترجمۃ الباب سنت نہیں اور حدیث بھی نہیں تو اسکا سہارا آپ کیوں لے رہے ہیں؟

اعتراض :۔ رفع یدین کو شریر گھوڑوں کی دموں سے تشبیہ دینا۔۔۔۔۔۔ گستاخی ہے۔

جواب :۔ یہ بات بھی بالکل ظاہر ہے کہ جب تک کوئی عمل کسی شریعت میں متروک نہ ہو اسوقت تک شریعت کے کسی عمل کو یا اس عمل کے کرنے والے کو برے الفاظ یا تشبیہات سے یاد کرنا یقیناً سخت بری بات ہے۔ لیکن جب وہ عمل شریعت میں متروک ہو گیا تو اب اس پر عمل کرنے کو قابل اعتراض سمجھتے ہوئے اس پر تنقید کرنا یا سخت الفاظ میں اسکو یاد کرنا کوئی گستاخی نہیں ہے۔ مثلاً پہلے نماز کے اندر بات کرنا جائز تھا، سلام کے وقت ہاتھ سے اشارہ کرنا جائز تھا، حتی کہ اسلام کے ابتدائی دور میں شراب تک پینا جائز تھا اس وقت اگر کوئی شخص ان پر تنقید کرتا تو یقیناً غلط ہوتا لیکن اب جبکہ ان کی اجازت خود شریعت ہی نے ختم کر دی تو اب اگر کوئی ان امور پر جو شرعاً متروک ہو چکے عمل کرنے لگے تو اس پر تنقید کرنا یا اس عمل کو غلط قرار دینا یقیناً بالکل درست ہوگا۔

اعتراض :۔ گھوڑوں کی دو دُمیں نہیں ہوتیں۔

جواب :۔ جب کسی چیز کو کسی چیز سے تشبیہ دی جاتی ہے تو مکمل طور سے دونوں کا برابر ہونا ضروری نہیں ہوتا مثلاً اگر زید کو شیر سے تشبیہ دی جائے تو صرف شجاعت و بہادری میں تشبیہ مراد ہوگی اگر کوئی شخص کہنے لگے کہ تم کیسے زید کو شیر سے تشبیہ دے رہے ہو جبکہ شیر دم دار ہے اور زید کی دم نہیں ہے تو ظاہر ہے اسکا یہ

کہنا غلط ہوگا۔ پھر حدیث کے مقابلہ میں قیاس یہ تو شیطانی عمل ہے آپ کیوں شیطان بن رہے ہیں۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم!

دلیل نمبر 6:۔ حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کو جمع کر کے فرمایا اے اشعری قوم! جمع ہو جاؤ اور اپنی عورتوں اور اپنے بچوں کو بھی جمع کرو تاکہ تمہیں جناب نبی کریم ﷺ کی نماز کی تعلیم دوں جو آنحضرت ﷺ ہمیں مدینہ منورہ میں پڑھایا کرتے تھے (الی) پس مردوں نے صف باندھی نزدیک ترین صف میں اور بچوں نے صف باندھی ان کے پیچھے اور عورتوں نے صف باندھی بچوں کے پیچھے پھر کسی نے نماز کیلئے اقامت کہی پس آپ نماز پڑھانے کیلئے آگے ہو گئے پھر رفع یدین کیا اور تکبیر کہی پھر فاتحۃ الکتاب اور اسکے ساتھ سورت دونوں کو خاموشی سے پڑھا پھر تکبیر کہی اور رکوع کیا اور سبحان اللہ وبحمدہ تین بار کہیں پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر سیدھے کھڑے ہو گئے پھر تکبیر کہہ کر سجدہ میں گرے پھر تکبیر کہہ کر سجدہ سے سر اٹھایا پھر تکبیر کہہ کر سجدہ کیا پھر تکبیر کہہ کر کھڑے ہو گئے پس آپ کی تکبیریں پہلی رکعت میں چھ ہو گئیں جب دوسری رکعت کیلئے کھڑے ہوئے تو تکبیر کہی پس جس وقت نماز پڑھا چکے تو قوم کی طرف منہ کر کے فرمایا میری تکبیروں کو یاد کر لو۔ اور میرے رکوع اور سجود کو سیکھ لو کیونکہ یہ جناب رسول اللہ ﷺ کی وہ نماز ہے جو ہمیں دن کے اس حصہ میں پڑھایا کرتے تھے۔

(مسند احمد، ج ۵، ص ۳۴۳۔ مجمع الزوائد، ج ۲، ص ۱۳۰)

اعتراض :۔ یہ روایت ضعیف ہے اس کی سند میں شہر بن حوشب کثیر الارسال والاوہام ہے۔

جواب :۔ وقال الترمذی عن البخاری شہر حسن الحدیث و قوی امرہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تو حوشب کی حدیث کو حسن فرما کے تحسین حدیث فرما رہے ہیں وقوی امرہ سے اس کی تقویت فرما رہے ہیں قال ابن ابی خیثمۃ ومعاویہ بن صالح عن ابن معین ثقہ۔ ابن معین نے انہیں ثقہ فرمایا اور جناب ہیں کہ ضعیف کی رٹ لگائے جا رہے ہیں اس لئے کہ یہ حدیث شریف حدیث نفس کے خلاف ہے۔

اور ایک جگہ عن ابن معین ثبت بھی آیا ہے۔ قال العجلی شامی تابعی ثقہ عجلی نے کہا شامی تابعی ثقہ ہیں۔ وقال یعقوب بن شیبہ ثقۃ علی ان بعضھم قد طعن فیہ۔ و قال یعقوب بن سفیان و شہر و ان قال ابن عون ترکوہ فھو ثقۃ و قال ابن عمار روی عنہ

الناس وما اعلم احدا قال فیه غیر شعبة. و قال ابو زرعه لاباس به و قال ابوبکر البزاز لانعلم احداً ترک الروایة عنه غیر شعبة.

(تہذیب التہذیب، ج ۴، ص ۳۲۷-۳۲۸، طبع بیروت)

جی جناب! اتنے سارے محدثین آئمہ کبار اسکی توثیق کر رہے ہیں اور اسکی حدیث قبول کر رہے ہیں اور آپ ہیں کہ شہر بن حوشب کے خلاف زہر اگل رہے ہیں گلو خلاصی کیلئے، لیکن اگر ہمت ہے تو ان تمام محدثین پر جرح فرما دیں ہمارا تو صرف اتنا کام ہے۔

ہم نیک و بد جناب کو سمجھائے دیتے ہیں

دلیل نمبر 7۔ حضرت اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی تو انہوں نے نماز میں کسی جگہ بھی رفع یدین نہیں کیا سوائے ابتداء نماز کے

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۱، ص ۲۳۷)

اعتراض: یہ روایت ضعیف ہے اسکی سند میں ابراہیم مدلس ہیں۔

جواب: علامہ ماردینی لکھتے ہیں ھذا سند علی شرط مسلم (الجوہر النقی، ج ۲، ص ۷۵) اس روایت کی سند امام مسلم علیہ الرحمۃ کی شرط پر ہے اور حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں رواتہ ثقات اس کے راوی ثقہ ہیں (الدرایہ، ص ۸۵) حضرت امام طحاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ھذا الحدیث ھو صحیح الحدیث (شرح معانی الآثار، ج ۱، ص ۱۵۶) تو جب اسکے راویوں کی ابن حجر علیہ الرحمۃ نے توثیق کر دی اور صاحب الجوہر النقی نے اسکی سند مسلم کی شرط پر بتائی اور حضرت امام طحاوی علیہ الرحمۃ نے حدیث کو صحیح فرمایا اب آگے آپ کی مرضی۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

دلیل نمبر 8۔ حضرت عاصم بن کلیب اپنے والد سے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے ہیں روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز کی صرف پہلی تکبیر میں رفع الیدین کرتے تھے جس سے نماز شروع ہوتی ہے۔ پھر اسکے بعد نماز کے کسی حصے میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

(بیہقی شریف، ج ۲، ص ۸۹، موطا امام محمد، ص ۹۰)

اعتراض: امام دارمی نے اس روایت کو واہی قرار دیا۔

جواب: علامہ زیلعی فرماتے ہیں وھو اثر صحیح مزید لکھتے ہیں فجعلہ دار قطنی موقوفا صوابا.

حضرت امام دار قطنی علیہ الرحمۃ نے بھی اسے موقوف کو صواب قرار دیا۔

(نصب الرایہ، ج ۱، ص ۴۰۶)

حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں رجالہ ثقات و ھو موقوف (درایہ، ص ۸۵)

علامہ عینی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں صحیح علی شرط مسلم (عمدۃ القاری، ج ۳، ص ۹)

علامہ ماردینی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں رجالہ ثقات (الجوہر النقی، ج ۱، ص ۱۳۸)

اب اتنے سارے بزرگ متن اور سند دونوں کی صحت بیان فرما رہے ہیں۔ تو یہ روایت کیسے واہی ہوئی؟

اعتراض: رہا یہ سوال کہ امام بیہقی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ابوبکر النھشلی قابل حجت نہیں۔

جواب: حضرت امام ابوداؤد علیہ الرحمۃ نے انہیں ثقہ فرمایا ابن معین نے بھی ثقہ فرمایا۔ عجلی بھی انہیں ثقہ فرماتے ہیں۔ ابن مہدی نے فرمایا کان من ثقات مشیخة الکوفة ابو حاتم نے فرمایا شیخ صالح یکتب حدیثہ (تہذیب، ج ۱۲، ص ۴۰) اب اتنی تعداد میں ناقدین نے انہیں ثقہ قرار دیا پھر کیا وجہ ہے کہ وہ قابل حجت نہیں؟

دلیل نمبر 9۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک مرد کو دیکھا کہ وہ نماز میں رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کر رہا ہے پس آپ نے اسے فرمایا ایسا نہ کر پس بے شک یہ ایسا کام ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا پھر چھوڑ دیا۔

(عمدۃ القاری، ج ۳، ص ۳۸۰)

اعتراض: علامہ عینی حنفی نے اس روایت کی کوئی صحیح سند تو کیا ضعیف سند بھی ذکر نہیں کی۔۔۔۔۔ چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اس روایت کی صرف ایک سند صحیح پیش کر دیں تو ہم انہیں پچاس ہزار روپے نقد انعام دیں گے۔

جواب: چیلنج پر چیلنج ابن بشیر صاحب ذرا ارشاد فرمادیں کہ تعلیقات قابل حجت ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو بخاری میں تعلیقات کی بھرمار کو کدھر کرو گے اگر وہاں حجت ہیں اور یہاں نہیں تو کسی ایک صحیح صریح مرفوع حدیث کا حوالہ پیش کریں اور عدم حجت کے بارے میں بھی اور پچاس کی بجائے ایک لاکھ روپیہ نقد انعام وصول کریں۔

دلیل نمبر 10:۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی ابتداء میں رفع یدین فرماتے پھر رفع یدین نہ فرماتے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جاتے۔ (المدونۃ الکبری، ج۱،ص۱۰۸)

تلك عشرة كاملة

قارئین کرام رفع الیدین کا مسئلہ مختلف فیہ ہے آیئے ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے رہے ہم بھی کرتے رہے جب آپ نے ترک کر دیا ہم نے بھی ترک کر دیا۔

(شرح سفر سعادت، ص۶۶)

کتنی دل لگتی بات کہی۔!

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

”قد افلح المومنون الذین ہم فی صلوتہم خاشعون“

قال ابن عباس الذین لا یرفعون ایدھم فی صلوتہم (تفسیر ابن عباس، ص۳۲۳)

”کامیاب ہو گئے وہ مومن جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یعنی جو اپنی نمازوں کے اندر رفع یدین نہیں کرتے

اب دیکھنا یہ ہے کہ بعد والوں نے رفع یدین ترک کر دیا یا نہیں؟

محدث ابوبکر بن عیاش (۱۰۰ھ پیدائش۔۔۔ ۱۹۳ھ وفات) فرماتے ہیں کہ میں نے (خیر القرون میں) کسی بھی دین میں سمجھ رکھنے والے کو کہیں بھی پہلی تکبیر کے بعد رفع الیدین کرتے نہیں دیکھا۔ (شرح معانی الآثار، ج۱، ص۱۳۲)

حضرت امام ترمذی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اور اسی ترک رفع الیدین کے قائل تو بے شمار صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بے شمار تابعین ہیں اور تمام اہل کوفہ کا بھی مسلک یہی ہے۔

(ترمذی شریف، ج۱، ص۳۰)(تحفۃ الاحوذی، ص۲۰۹)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جو مدینہ منورہ کے امام ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے عمر بھر میں کسی کو نہیں پہچانا جو پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین کرتا ہو۔

(المدونۃ الکبری، ج۱، ص۷۱)

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کی پیدائش ۹۳ھ میں ہوئی اور وفات ۱۷۶ھ میں ہوئی یہ خیر القرون کا دور ہے اور حضرت امام مالک مدینہ منورہ کے امام ہیں جہاں ہر ملک اور ہر جگہ کے لوگ روضۂ اقدس علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کیلئے آتے ہیں۔ لیکن حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ کسی ایک شخص کو بھی نہیں پہچانتے جو رفع یدین والی نماز پڑھتا ہو۔ معلوم ہوا کہ خیر القرون میں رفع یدین کر کے نماز پڑھنے والا شخص عجائب گھر میں رکھنے کیلئے بھی نہ ملتا تھا اور رفع یدین کی تمام روایات اس پاک دور میں متروک العمل تھیں۔

خلاصہ : صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عدم رفع یدین کی روایات کی ہیں۔

(۲) خلفاء راشدین اپنے اپنے عہد خلافت میں بغیر رفع یدین نماز پڑھاتے رہے۔

(۳) کسی ایک حدیث میں جو صحیح صریح مرفوع ہو میں دوام رفع الیدین کا ذکر موجود نہیں

(۴) تمام فقہاء اہل کوفہ اور اہل مدینہ کا ترک رفع یدین پر اجماع ہے۔

اسکے باوجود بھی جو سینہ زوری سے ان احادیث پر عمل کرے اور پھر بھی اپنے آپ کو اہلحدیث کہلوائے! کیا ان صحیح احادیث کے تارکین کو اہلحدیث کہلوانا اچھا ہے؟

اللہ رب العزت ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

مولوی ابوالحسنین بن بشیر کے دوام رفع یدین کے دلائل پر تبصرہ:۔

دلیل نمبر 1:۔ حدیث مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ۔

حدیث نقل کرنے کے بعد رقمطراز ہیں یہ صحیح حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ رفع یدین کیا۔

جواب:۔ ابن بشیر حدیث سے ہمیشہ کا لفظ دکھا دیں تو پچاس ہزار روپے نقد وصول کریں ورنہ کچھ تو شرم کریں کیا حضور علیہ السلام کی طرف جھوٹ منسوب کرنے والے اپنے آپ کو اہلحدیث کہلواتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اسے جہنمی فرمایا ہے۔

جواب تحقیقی:۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے مروی یہ روایت صحیحین میں پوری

نہیں ہوئی کیونکہ پوری روایت میں سجدوں کے درمیان بھی رفع یدین کا ذکر ہے چنانچہ امام نسائی الرحمۃ اپنی سنن میں باب باندھتے ہیں، "باب رفع اليدين للسجود" اس باب کے تحت یث نقل فرماتے ہیں کہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نماز میں رفع الیدین فرماتے تھے نماز کے شروع میں اور جب رکوع تے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور جب سجدوں سے سر اٹھاتے اپنے کانوں کی لوؤں تک۔

(نسائی شریف، ج ۱، ص ۱۶۵)

یاد رہے کہ حضرت امام نسائی علیہ الرحمۃ نے مذکورہ بالا حدیث کو تین سندوں کے ساتھ ذکر کیا ۔اور حضرت امام احمد علیہ الرحمۃ نے بھی اسے تین سندوں سے ذکر کیا

(مسند احمد، ج ۳، ص ۴۳۶۔۴۳۷)

اور حضرت امام ابوعوانہ علیہ الرحمۃ اپنی صحیح میں اس حدیث شریف کو لاتے ہیں

(صحیح ابوعوانہ، ج ۲، ص ۹۵)

حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ مذکورہ بالا روایت کے بارے میں رقمطراز ہیں "اور بہت زیادہ صحیح یت جس پر میں مطلع ہوا ہوں وہ روایت ہے جس میں سجدوں میں بھی رفع الیدین کا ذکر ہے"

(فتح الباری، ج ۲، ص ۱۷۷)

اب اسکے باوجود بھی ابن بشیر اس حدیث شریف کو ضعیف کہیں تو یہ انکی سینہ زوری اور حقائق انحراف ہے جیسا کہ انہوں نے اپنے کتابچے کے ص ۱۱ پر لکھا۔

سجدوں کے درمیان رفع یدین والی مزید احادیث کیلئے ملاحظہ ہوں:۔

اود، ج ۱، ص ۱۷۳۔ دار قطنی، ج ۱، ص ۱۰۸۔ ابن ماجہ، ص ۶۲۔ مسند احمد، ج ۳، ص ۳۱۰۔ ابوداؤد، ج ص ۱۷۴۔ مجمع الزوائد، ج ۲، ص ۱۰۲۔

اب آخر میں اپنے فتاوٰی کو بھی ایک نظر دیکھ لیں تاکہ حق واضح ہوجائے۔

"سجدوں کے وقت رفع یدین بلاشک صحیح ہے" (فتاوٰی علمائے حدیث، ج ۴، ص ۳۰۶)

"اور جو شخص اس کی مخالفت کرے وہ معاند حق ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو رسول سے کٹا منین کے راستے سے ہٹا ہم اسکو جہنم میں ڈال دیں گے۔"

(فتاوٰی علمائے حدیث، ج ۴، ص ۳۰۶)

اب بتائیں کہ آپ کے علمائے حدیث نے بھی سجدوں کے وقت رفع الیدین کو بلاشک صحیح کہا ہے ایک چیز پایہ ثبوت کو پہنچ گئی پھر عمل کیوں نہیں کرتے۔

افتؤمنون ببعض الكتاب وتكفرون ببعض.!

جواب نمبر 2: حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے مروی کسی ایک حدیث میں بھی دو رکعتوں سے کھڑے ہوتے ہوئے رفع الیدین کا ذکر نہیں تو پھر وہابی جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہونے پر رفع الیدین کرتے ہیں اسے چھوڑ دیں۔

جواب نمبر 3: حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں کانوں تک رفع الیدین کا ذکر ہے لیکن وہابی تو کندھوں تک بڑی مشکل سے رفع یدین کرتے ہیں۔ ویسے بھی مذکورہ بالا حدیث سے دوام رفع الیدین کا اثبات نہیں ہو رہا جو کہ مطلوب ہے۔ صرف ایک حدیث پیش کر دیں!

راویوں پر جرح کا جواب: مولوی جی فیہ نصب بشیر کو بھی حافظ ابن حجر سے نقل کیا ہے اور ہم نے اس کا مفہوم بیان کر دیا ناصبیت کی طرف مائل ہیں تو اس میں کونسی خیانت ہے۔ رہا یہ سوال کہ صحیحین کے راویوں پر جرح نہیں کرنی چاہیے۔ تو جناب ذرا اپنے گریبان میں جھانکتے یہی کام تو آپکے بڑوں نے سرانجام دیا ہے اب آپ کا فرض بنتا ہے انکی قبروں پر جا کر شرم۔ شرم۔ شرم کی آوازیں کسو اور انہیں کوسو۔ موتوبغیضکم۔

مشتے از خروارے:۔ ملاحظہ ہوں آپکے پیشواؤں کے بیانات:۔

نواب وحید الزمان صاحب بخاری شریف کے ایک راوی پر جرح کرتے ہوتے لکھتے ہیں۔

"حضرت عثمان کو جو کچھ نقصان پہنچا وہ اسی کمبخت شریر النفس مروان کی بدولت خدا اسے سمجھے۔"

(لغات الحدیث، ج ۲، ص ۲۱۳)

حکیم فیض عالم بخاری شریف کے مرکزی راوی جلیل القدر تابعی اور حدیث کے مدون اول امام ابن شہاب زہری پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔ "ابن شہاب منافقین و کذابین کے دانستہ نہ سہی نادانستہ ہی سہی مستقل ایجنٹ تھے اکثر گمراہ کن خبیث اور مکذوبہ روایتیں انہیں کی طرف منسوب ہیں۔"

(صدیقہ کائنات، ص ۱۷)

مزید لکھتے ہیں "ابن شہاب کے متعلق یہ بھی منقول ہے کہ وہ ایسے لوگوں سے بھی بلاواسطہ روایت کرتا تھا جو اسکی ولادت سے پہلے مر چکے تھے۔

مشہور شیعہ مئولف شیخ عباس قمی کہتا ہے ابن شہاب پہلے سنی تھا پھر شیعہ ہو گیا۔

(تتمۃ المنتہی، ص ۱۲۸)

عین الغزال فی اسماء الرجال میں بھی ابن شہاب کو شیعہ ہی کہا گیا ہے۔

(صدیقہ کائنات، ص ۱۰۸)

ہاں۔ ! ابن بشیر اپنے بزرگوں کی تنقید کیسی لگی ذرا اسکا تصور کر کے شرم شرم کی صدا لگاؤ اور شرم
ی ڈوب کر اپنے مسلک کو بچانے کی کوشش کرو اور بخاری شریف کی ان سینکڑوں احادیث سے ہاتھ
و جنکی سند میں ابن شھاب موجود ہیں بالخصوص حضرت عبداللہ ابن عمر کی رفع الیدین والی حدیث اور
رت عبادہ کی قرأت فاتحہ والی حدیث سے تو بالکل دستبردار ہو جاؤ کیونکہ ان احادیث کی سند میں یہی
شھاب موجود ہیں۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں — لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

مزید تسکین کیلئے ہم بخاری شریف پر ایک علمی جائزہ پیش کرتے ہیں تا کہ حق واضح ہو جائے
غلط فہمیوں کا ازالہ ہو جائے۔

صحیح بخاری ایک تجزیہ

امام بخاری علیہ الرحمۃ اپنے تمام تر علمی اور فنی کمالات کے باوجود انسان اور بشر
اس لئے صحیح بخاری کی تصنیف میں ان سے سہو و نسیان اور تسامح کا واقعہ ہو جانا کوئی امر مستبعد نہیں ہے
کے برخلاف بعض وہ حضرات جو صحیح بخاری کو حرف آخر قرار دیتے ہیں ان کی رائے ہے کہ بخاری
مندرج ہر ہر حدیث صحیح ہے اور سند اور متن کے بیان میں ان سے کسی جگہ غلطی نہیں ہوئی۔ ہماری
ئے ان لوگوں سے بہر حال مختلف ہے۔ یہ صحیح ہے کہ صحیح بخاری میں دیگر تمام کتب حدیث کی بنسبت
سے زیادہ صحیح احادیث ہیں لیکن یہ صحیح نہیں ہے کہ اس میں مندرج کوئی حدیث بھی ضعیف نہیں ہے
صحیح بخاری میں ایسے راویوں کی تعداد کافی زیادہ ہے جو جہمی، قدری، رافضی یا مرجیہ عقائد
حامل تھے اس کے ساتھ ساتھ اس میں ایسے راوی بھی ہیں جو منکر الحدیث واہی اور وہمی تھے۔ چنانچہ
تمام کی تفصیل حافظ ابن حجر عسقلانی نے ہدی الساری مقدمہ فتح الباری میں مہیا کی ہے لیکن ان کے
رح اور مطعون راویوں کے بارے میں یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ ان راویوں پر جرح دوسرے لوگوں نے
ہے امام بخاری علیہ الرحمۃ کے نزدیک ان لوگوں پر جرح ثابت نہیں ہو سکی اس لئے انہوں نے ان

کی احادیث کو اپنی صحیح میں وارد کیا ہے۔

یہ عذر اپنی جگہ صحیح ہے۔ (اگر چہ یہ لوگ دوسروں کے حق میں یہ جواب تسلیم نہیں کرتے) لیکن اب اس
بات کو کیا کیا جائے کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے جن راویوں پر خود دوسری کتابوں میں جرح کی ہے۔
صحیح بخاری میں ان سے بھی روایات لے آئے ہیں اس قسم کے متعدد شواہد موجود ہیں ہم ان میں سے
آپ کے سامنے چند مثالیں پیش کرتے ہیں:۔

باب الاستنجا بالماء کے تحت امام بخاری نے ایک روایت اس سند کے ساتھ ذکر کی ہے:۔
حدثنا ابو سعید هشام بن عبدالملک قال حدثنا شعبة عن ابی معاذ و اسمه عطا بن
ابی میمونه قال سمعت انس بن مالک یقول کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا
خرج الحاجته الحدیث'

(محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری، ج ۱، ص ۲۷)

اس حدیث کی سند میں ایک راوی ہے عطا بن ابی میمونہ اس کے بارے میں امام بخاری علیہ
الرحمۃ فرماتے ہیں۔ عطا بن ابی میمونه ابو معاذ مولی انس، و قال یزید بن هارون
مولی عمران بن حصین و کان یری القدر. یعنی یہ شخص عقائد قدریہ کا حامل تھا۔

(محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، کتاب الضعفاء الصغیر، ص ۸۷)

اسی طرح انہوں نے کتاب المغازی میں ایک حدیث ذکر کی ہے۔ حدثنی عباس
بن الولید قال حدثنا عبدالواحد عن ایوب بن عائذ قال حدثنا قیس بن مسلم قال
سمعت طارق بن شهاب یقول حدثنی ابو موسیٰ الاشعری قال بعثنی رسول الله
صلی الله علیه وسلم الحدیث.

(محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری، ج ۲، ص ۶۲۳)

اس حدیث میں ایک راوی ہے ایوب بن عائذ اس کو بھی انہوں نے کتاب الضعفاء میں درج
کیا ہے اور فرماتے ہیں۔ ایوب بن عائذ الطائی کان یری الارجا۔ (یہ شخص مرجیہ عقائد کا حامل
تھا) (محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، کتاب الضعفاء الصغیر، ص ۲۵۳)

حافظ ذہبی ایوب بن عائذ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:۔

وکان من المرجئة قال البخاری اوردہ فی الضعفاء لارجائه والعجب من البخاری یغمزه وقد احتج به.

(کتاب الضعفاء الصغیر، ص ٢٥٠)

امام بخاری نے ایوب بن عائذ کو مرجیہ قرار دیکر اس کا ضعفاء میں شمار کیا ہے اور حیرت ہے کہ اس کو ضعیف قرار دے کر پھر اس سے استدلال کرتے ہیں۔

اسماعیل بن ابان کوفی ایک راوی ہے اس کے بارے میں امام بخاری فرماتے ہیں:۔

اسماعیل بن ابان عن هشام بن عروة متروک الهدیث کنیة ابو اسحاق کوفی.

اسماعیل بن ابان جو ہشام بن عروہ سے روایت کرتا ہے متروک الحدیث ہے۔

(حافظ ابن حجر عسقلانی، ہدی الساری، ج ٢، ص ١٥١)

اس متروک الحدیث راوی سے امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی صحیح میں متعدد احادیث
یت کی ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔ اسماعیل بن ابان الوارق الکوفی
د شیوخ البخاری ولم یکثر عنه۔ (اسماعیل بن ابان امام بخاری کے استاذ ہیں اور امام بخاری
ان سے بہت زیادہ احادیث روایت نہیں کی ہیں)۔

(محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ٢٥٦ھ، کتاب الضعفاء الصغیر، ص ٢٧٢)

ان کے علاوہ زبیر بن محمد التیمی، سعید بن عروہ، عبداللہ بن ابی لبید، عبدالملک بن امین،
الوارث بن سعید، عطا بن السائب بن یزید، کھمس بن منہال یہ تمام ضعیف راوی ہیں اور کتاب
فاء میں امام بخاری علیہ الرحمۃ نے ان کے ضعف کی تصریح کی ہے اس کے باوجود صحیح بخاری میں
وگوں کی روایات کو درج کیا ہے۔

بیان سند میں تسامح

ضعیف لوگوں سے روایت کے علاوہ کبھی امام بخاری علیہ الرحمۃ سے سند میں راویوں کے نام
لسلے میں بھی خطا واقع ہو جاتی ہے۔ چنانچہ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا
ۃ الا المکتوبه کے تحت ایک حدیث اس سند کے ساتھ وارد کی ہے۔

حدثنا عبدالعزیز بن عبدالله قال حدثنا ابراهیم بن سعد عن ابیه عن حفص بن عاصم عن عبدالله بن مالک بن بحینه قال .

(امام محمد بن اسماعیل البخاری متوفی ٢٥٦ھ، صحیح بخاری، ج ١، ص ٩١)

اس سند کے بیان میں امام بخاری سے دو غلطیاں واقع ہوئی ہیں، ایک تو یہ کہ بحینہ عبداللہ کی والدہ کا نام ہے نہ کہ مالک کی۔ اور امام بخاری نے اس کو مالک کی والدہ قرار دیا ہے، دوسری یہ کہ آگے چل کر فرماتے ہیں۔ سمعت رجلاً من الازد یقال له مالک بن بحینه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم رای رجلا الحدیث. اس حدیث کو انہوں نے مالک سے روایت کیا ہے۔ حالانکہ یہ حدیث مالک کے بیٹے عبداللہ بن مالک سے مروی ہے۔ مالک تو مشرف بہ اسلام بھی نہیں ہوئے تھے۔ مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی اس سند کو بیان کیا ہے لیکن ان کی سند میں یہ غلطیاں نہیں ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:۔

الوهم فیه موضعین احدهما ان بحینه والدة عبد الله لا مالک و ثانیهما ان الصحبة والروایته لعبد الله لا لمالک

اس روایت میں دو جگہ وہم ہے اول یہ کہ بحینہ عبداللہ کی والدہ ہے نہ کہ مالک کی ثانی یہ کہ صحابی اور راوی عبداللہ ہیں نہ کہ مالک۔

(فتح الباری، ص ٢٩)

متن حدیث میں تسامح

سند حدیث کے علاوہ نفس حدیث کے متن میں بھی امام بخاری علیہ الرحمۃ سے کافی تسامح واقع ہوئے۔ سطور ذیل میں ان میں سے بعض غلطیوں کا ذکر کیا جاتا ہے:۔

(١) کتاب الزکوۃ میں امام بخاری علیہ الرحمۃ نے ایک حدیث وارد کی ہے۔

عن عائشة ان بعض ازواج النبی صلی الله علیه و سلم قلن للنبی صلی الله علیه و سلم اینا اسرع بک لحوقا قال اطولکن یدا فاخذو اقصبته یذرعو نها فکانت سودة اطولهن یدا فعلمنا بعد انما کانت طول یدها الصدقه و کانت اسرعنا لحوقا به صلی الله علیه و سلم و کانت تحب الصدقه.

(محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ صحیح بخاری، ج۱، ص۱۹۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض ازواج نے آپ سے عرض کیا کہ حضور ﷺ آپ کی ازواج میں سے کون سب سے پہلے آپ کے ساتھ واصل ہوگی فرمایا جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے یہ سن کر سب اپنے اپنے ہاتھ ماپنے لگیں اور ان میں لمبے ہاتھ سودہ کے تھے۔ اور بعد میں ہم کو معلوم ہوا کہ لمبے ہاتھوں کی لمبائی سے صدقہ مراد ہے اور سودہ کا سب سے پہلے انتقال ہوا اور وہ صدقہ سے محبت رکھتی تھیں۔

۔اس حدیث کے جملہ کانت اسرعنا لحوقا به میں کانت کی ضمیر سودہ رضی اللہ عنہا کی ب راجع ہے۔ جس کا مفاد یہی ہے کہ آپ کے بعد ازواج میں سب سے پہلے سودہ رضی اللہ عنہا کا ل ہوا اور یہ بات تمام اصحاب سیر اور ارباب تاریخ کی شہادت سے قطعاً باطل ہے کیونکہ آپ کے ب سے پہلے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا ۲۰ھ میں وصال ہوا اور حضرت سودہ رضی اللہ کا وصال تو اس کے بہت بعد ۵۴ھ میں ہوا ہے۔

(علامہ بدرالدین عینی، متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری، ج۸، ص۲۸۲)

اس حدیث میں راوی سے زینب کا لفظ چھوٹ گیا ہے عبارت یوں ہونی چاہئے تھی۔
انت زینب اسرع لحوقا به صحیح مسلم میں یہ جملہ اس طرح ہے و کانت زینب اطول یدا ا کانت تعمل و تتصدق. بہر حال یہ امام بخاری علیہ الرحمۃ کا کام تھا کہ وہ اس راوی کی ت کو اپنی صحیح میں درج کرتے جس کی روایت میں یہ تاریخی غلطی نہیں ہوئی جیسا کہ امام مسلم نے کیا حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی ایک طویل بحث کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس روایت میں ابوعوانہ ہوا ہے۔

(فتح الباری، ج۴، ص۳۰)

(۲) باب احداد المراة علی غیر زوجها کے تحت امام بخاری علیہ الرحمۃ نے یہ حدیث وارد کی ہے

عن زینب بنت ابی سلمته قالت لما جاء نصی ابی سفیان من الشام دعت ام حبیبه بصفرة فی یوم الثالث فمبعث عارضیها و ذراعیها الحدیث (محمد بن اسماعیل البخاری، متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری، ج۲، ص۱۷۰)

زینب رضی اللہ عنہا بنت سلمہ کا بیان ہے کہ جب شام سے حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر آئی تو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے تین دن کے بعد سوگ ختم کر دیا۔

اس حدیث میں امام بخاری علیہ الرحمۃ نے یہ بیان کیا ہے کہ ابوسفیان کی وفات کی اطلاع شام سے آئی تھی، حالانکہ یہ بات تاریخی طور پر قطعاً غلط ہے کیونکہ باتفاق مورخین ابوسفیان کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا تھا۔ چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:۔

و فی قوله من الشام نظر لان ابا سفیان مات بالمدینته بلا خلاف بین اهل العم بالاخبار والجمهور علی انه مات اثنتین و ثلاثین و قبل سنته ثلاث و لد فی شی من طرق هذا الحدیث تقییده بذالک الافی روایته سفیان بن عینیه هذه و اظنها وهما (حافظ ابن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری، ج۳، ص۳۸۸)

اس روایت میں شام کے لفظ پر اعتراض ہے کیونکہ مورخین میں سے کسی کا اس بات پر اختلاف نہیں ہے کہ ابوسفیان کا انتقال مدینہ میں ۳۲ھ یا ۳۳ھ میں ہوا تھا۔ اور اس واقعہ میں شام کی قید میں نے سفیان بن عینیہ کی روایت کے سوا اور کہیں نہیں دیکھی اور میرا گمان یہ ہے کہ یہ راوی کا وہم ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت کو درج کرنے میں امام بخاری علیہ الرحمۃ نے کامل غور و خوض اور تحقیق و تتبع سے کام نہیں لیا۔

(۳) فصل من شهدا بدر اور غزوۃ الرجیع میں امام بخاری علیہ الرحمۃ نے ایک طویل حدیث میں فرمایا، و قتل خبیب هو قتل الحارث بن عامر بن نوفل یوم بدر. یعنی خبیب نے

ـگ بدر میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا اس جگہ بھی امام بخاری علیہ الرحمۃ نے سخت مغالطہ کھایا ہے
یونکہ خبیب نام کے دو شخص ہیں خبیب بن عدی اور خبیب بن اساف اور تمام تر اہل مغازی کا اتفاق
ہے کہ جس شخص نے جنگ بدر میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا وہ خبیب بن اساف ہیں اور امام بخاری
یہ الرحمۃ نے حدیث میں جس خبیب کا واقعہ ذکر کیا ہے جن کو مشرکین نے گرفتار کر کے مکہ میں سولی
ے دی تھی وہ خبیب بن عدی ہیں ۔ اور خبیب بن عدی نہ تو غزوہ بدر میں شریک ہوئے نہ انہوں نے
رث کو قتل کیا لہٰذا ان کے بارے میں امام بخاری علیہ الرحمۃ کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ خبیب نے حارث کو
ـل کیا تھا۔ چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:۔

ان اهل المغازی لم يذكر احد منهم ان خبيب بن عدی شهد بدرا ولا قتل الحارث بن عامر و انما ذكروا ان الذی قتل الحارث بن عامر ببدر خبيب بن اساف و هو خبيب بن عدی و هو خزرجی ،وخبيب بن عدی اوسی.
(حافظ ابن حجر عسقلانی ،متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری، ج۸، ص۳۸۴)

اہل مغازی میں سے کسی نے یہ ذکر نہیں کیا کہ خبیب بن عدی جنگ بدر میں حاضر ہوئے اور نہ ہی انہوں نے حارث کو قتل کیا تھا۔ انہوں نے یہ ذکر کیا ہے کہ جس شخص نے حارث کو قتل کیا وہ خبیب بن اساف تھے اور اس واقعہ میں جس کا ذکر ہے وہ خبیب بن عدی ہیں اور خبیب بن عدی قبیلہ اوس کے ہیں اور خبیب بن اساف قبیلہ خزرج کے۔

یہی اعتراض علامہ بدرالدین عینی نے بھی عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۱ ص ۱۰۰ پر ذکر کیا

باب مناقب عثمان میں امام بخاری علیہ الرحمۃ نے ایک حدیث وارد کی ہے جس میں ذکر ہے:۔

ثم دعا عليا فامره ان يجلد فجلده ثمانين.
(محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری، ج ۱، ص ۵۲۲)

پھر حضرت عثمان نے حضرت علی کو بلا کر کوڑے لگانے کا حکم دیا تو انہوں نے اس کو اسی کوڑے لگائے۔

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اس روایت میں اسی کوڑے مارنے کا ذکر کیا ہے لیکن صحیح بات یہ
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چالیس کوڑے مارے تھے چنانچہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:۔

فی روایته معمر فجلد الوليد اربعين جلدة و هذه الرواية اصح من رواية يونس والوهم فيه من الراوی. (حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری، ج۸، ص ۵۷)

معمر کی روایت میں ہے کہ ولید کو چالیس کوڑے لگائے گئے اور صحیح تر روایت یہی ہے اور اس روایت میں راوی کو وہم لاحق ہوا ہے۔

حافظ بدرالدین عینی بھی یہی فرماتے ہیں۔ (عمدۃ القاری، ج۱۶، ص۲۰۲)

(۵) باب ماذکرنی الاسواق کے تحت امام بخاری علیہ الرحمۃ نے مذکورذیل حدیث وارد کی ہے۔

عن ابی هريرة الدوسی قال خرج النبی صلی الله عليه و سلم فی طائفته النهار لا يكلمنی ولا اكلمه حتی اتی سوق بنی قينقاع فجلس بفنابيت فاطمة الحديث (امام محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری، ج۱، ص۲۸۵) (بعد میں اجماع صحابہ شراب کی حد ۸۰ کوڑے مقرر کی گئی ،سعیدی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ دن کے وقت باہر نکلتے ہیں اور آپ دونوں خاموش تھے یہاں تک کہ آپ بنو قینقاع کے بازار میں آئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر صحن میں جا کر بیٹھ گئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گھر بنی قینقاع کے بازار میں تھا۔ حالانکہ فی الواقع ایسا نہیں تھا بلکہ ان کا مکان حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کے مکانوں کے درمیان تھا۔ ناقل کو اس روایت میں وہم ہوا ہے۔ صحیح مسلم کی روایت میں یہ وہم نہیں ہے اس میں اس طرح ہے۔ حتى جاء سوق بنی قينقاع ثم انصرف حتى اتى فناء فاطمة یعنی حضور ﷺ بنو قینقاع کے بازار تشریف لائے پھر واپس تشریف لے گئے حتیٰ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے صحن میں داخل ہوئے چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں!

قال الداودی سقط بعض الحدیث عن الناقل او ادخل حدیثا فی حدیث لان بیت فاطمة لیس فی سوق بنی قینقاع انتهی وما ذکره اولا احتمالا هو الواقع.
(فتح الباری، ج۵،ص۲۴۴)

داؤدی نے کہا کہ ناقل سے حدیث کے بعض الفاظ ساقط ہوگئے یا اس نے ایک حدیث کو دوسری میں داخل کردیا کیونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مکان بنو قینقاع کے بازار میں نہیں تھا علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ داؤدی نے جو پہلا احتمال ذکر کیا ہے (یعنی ناقل سے بعض الفاظ ساقط ہوگئے ہیں) اصل میں وہی واقعہ ہے۔

فصیل کے لئے عمدۃ القاری، ج۱۱،ص۲۳۹ ملاحظہ فرمائیں۔

استنباط مسائل میں تسامح

شروع میں ہم نے ذکر کیا تھا کہ اس کتاب کی تدوین سے امام بخاری علیہ الرحمۃ کا مقصد
احادیث کو جمع کرنا نہیں ہے بلکہ تراجم ابواب پر استدلال کرنا بھی ان کے مقصد میں شامل ہے
ری تقاضہ سے مسائل سے استنباط میں بھی امام بخاری سے غلطیاں واقع ہوئیں ہیں۔ ہم یہاں پر
ں مثالیں پیش کرکے ان کی نشاندہی کردیتے ہیں۔

مام بخاری نے تقضی الحائض المناسک کلها الا الطواف کے عنوان سے ایک باب
یا ہے اور اس کے تحت تعلیقا یہ حدیث لائے ہیں۔

کان النبی صلی اللہ علیہ و سلم یذکر اللہ علی کل احیانه.
(امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ صحیح بخاری، ج۱،ص۴۴)

حضور ﷺ ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے تھے۔

حدیث کے لانے سے امام بخاری علیہ الرحمۃ کا مقصد یہ ہے کہ جنبی شخص اور حائضہ عورت قرآن
م کی تلاوت کرسکتے ہیں، حالانکہ یہ بات شرعاً ممنوع ہے چنانچہ علامہ عینی لکھتے ہیں:۔

اراد البخاری بایراد هذا و بما ذکره فی هذا الباب الاستدلال علی جواز قراءة الجنب و الحائض لان الذکر اعم من ان یکون بالقرآن او بغیره.
(حافظ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری، ج۳،ص۲۷۴)

اس حدیث کو لانے سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ جنبی شخص اور حائضہ عورت قرآن مجید کی تلاوت کرسکتے ہیں کیونکہ ذکر عام ہے اور قرآن اور غیر قرآن دونوں کو شامل ہے۔

ان مراده الاستدلال علی جواز قراءة الحائض و الجنب.
(حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری، ج۱،ص۴۲۳)

اس حدیث سے امام بخاری کی مراد حائض اور جنبی کی قرأت قرآن پر استدلال ہے۔

(۲) اذا شرب الکلب فی الاناء۔ اس عنوان کے تحت امام بخاری علیہ الرحمۃ نے متعدد احادیث ذکر کی ہیں ایک حدیث یہ ہے۔

عن النبی صلی اللہ علیہ و سلم ان رجلاء رای کلبا یاکل الثری من العطش فاخذ الرجل خفه فجعل یغرف له به حتی ارواه فشکر اللہ له فادخله اللہ الجنته
(امام محمد بن اسماعیل بخاری المتوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری، ج۱،ص۲۹)

حضور ﷺ نے بیان فرمایا کہ ایک شخص نے دیکھا کہ ایک باؤلا کتا کیچڑ چاٹ رہا ہے اس نے اپنے موزہ میں پانی بھرکر اس کو چلو سے پانی پلایا۔

اس حدیث میں امام بخاری علیہ الرحمۃ نے ثابت کیا ہے کہ کتے کا جوٹھا پاک ہے چنانچہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:۔

استدل به المصنف علی طهارة سئور الکلب.
(حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری، ج۱،ص۲۸۹)

مصنف نے اس حدیث سے کتے کے جوٹھے کی طہارت پر استدلال کیا ہے۔

اسی باب میں ایک اور حدیث ذکر کی ہے:۔

کانت الکلاب تبول و تقبل و
تدبر فی المسجد فی زمان
سول اللہ ﷺ فلم یکونوا
یرشون من ذالک.
(امام محمد بن اسماعیل بخاری المتوفی
۲۵۶ھ،صحیح بخاری، ج۱،ص۲۹)

عہد رسالت ﷺ میں کتے مسجد میں
آجایا کرتے تھے اور بسا اوقات وہ مسجد
میں پیشاب بھی کردیا کرتے تھے اور
صحابہ اس پر پانی نہیں ڈالتے تھے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں یہ ابتدائی دور کی بات ہے جب مسجد میں دروازے نہ تھے اور بعد
ید کی تطہیر وتکریم کا حکم وارد ہوا اور مسجد میں دروازے لگائے گئے تاہم زمین پر اگر پیشاب گر
اور دھوپ سے وہ خشک ہوجائے تو زمین پاک ہوجاتی ہے اور ان کے نہ دھونے سے یہی ثابت
ہے کہ زمین کی پاکیزگی کے لئے دھونا ضروری نہیں ہے۔ زمین خشک ہونے سے بھی پاک ہوجاتی
ر یہی احناف کا مذہب ہے۔ لیکن امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اس حدیث سے کیا ثابت کیا اور کون
ں مسئلہ مستنبط کیا ہے۔ یہ حافظ بدرالدین عینی علیہ الرحمۃ سے سنیئے فرماتے ہیں:۔

احتج بہ البخاری علی طھارۃ
بول الکلب. (حافظ بدرالدین عینی متوفی
۸۵۵ھ،عمدۃ القاری، ج۳،ص۴۴)

اس حدیث سے امام بخاری نے کتے کی
طہارت پر استدلال کیا ہے۔

''ابوقلابہ پرلے درجے کے مدلس ہیں'' اس پر جو کچھ آپ نے لغویات بکی ہیں ہم ان کی
ں التفات نہیں کرتے ہم حضرت امام ذھبی علیہ الرحمۃ کی عبارت قارئین کے سامنے رکھ کر دعوت
ـد یتے ہیں امام ذھبی علیہ الرحمۃ ابوقلابہ کے بارے میں رقمطراز ہیں:۔

''ثقہ فی نفسہ الا انہ یدلس عمن لحقھم و عمن لم یلحقھم و کان لہٗ
ف یحدث منھا و یدلس'' یعنی ابوقلابہ فی نفسہ ثقہ ہے مگر وہ تدلیس کرتا ہے ان سے جو اس
معصر ہوں اور ان سے جو نہ ہوں اور اس کی ایک کتاب تھی جس سے حدیثیں بیان کرتا اور تدلیس

(میزان الاعتدال، ج۲،ص۳۲۷)

قارئین کرام! آپ نظر انصاف سے دیکھیں کہ حضرت امام ذھبی علیہ الرحمۃ تو لکھ رہے ہیں
وقلابہ مدلس تھے اور یہی بات ہم نے لکھ دی تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے تدلیس کے بارے میں
عظام کے اقوال ملاحظہ ہوں:۔

رد روایۃ المدلس مطلقاوان بین السماع لأن التدلیس نفسہ جرح (تیسیر
مصطلح الحدیث،ص۸۳) مدلس کی روایت کو مطلقاً رد کردیا جائے۔ اور اگرچہ سماع ثابت ہوجائے کیونکہ
تدلیس بذات خود ایک جرح ہے۔

حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری لکھتے ہیں:۔

من عرف بارتکاب التدلیس ولو مرۃ صار مجروحاً مردوداً فی الروایہ وان بین
السماع واتی بصحیحہ صریحہ فی ھذا الحدیث او فی غیرہ من احادیثہ. (شرح
شرح نخبۃ الفکر،ص۴۲۰)

مزید دیکھئے (علوم الحدیث،ص۷۵۔ نقد الرجال،ص۶۴۲۔ المدلسین،ص۳۲۔ تیسیر علوم
الحدیث للمبتدئین،ص۱۳۸۔ اتحاف ذوی الرسوخ بمن رمی بالتدلیس من الشیوخ،ص۱۵۔)

ابن بشیر! ان سب بزرگوں کو چھوڑ کر ہم آپ کی راگنی سنیں یا بزرگوں کی مانیں؟ پھر آپ کے
بزرگ محدث مبارکپوری صاحب نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

''قلت فی سندہ عجلان وھو مدلس'' (ابکار المنن،ص۳۲۹)

میں کہتا ہوں اس کی سند میں عجلان ہے اور وہ مدلس ہے

جب آپ کے محدث ایک حدیث کو مدلس کی تدلیس کی وجہ سے ترک کررہے ہیں تو آپ ان
پر کیوں طعن نہیں کرتے؟

وہ الزام ہمیں دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

ایک دوسری جگہ مبارکپوری صاحب لکھتے ہیں

''قلت فی تحسین اسنادہ نظر فان فیہ محمد بن اسحاق وھو مدلس''
(ابکار المنن،ص۳۱۷)

پھر آپ نے لکھا کہ ''صحیحین میں مدلس کی تدلیس کسی طرح بھی مضر نہیں''
جناب! یہ خود ساختہ قاعدہ کہاں سے نکال لائے جسے عقل تسلیم نہیں کرتی عجیب منطق ہے
ایک شخص مسجد سے خارج جھوٹ بولے تو گناہ گار اور مسجد میں کچھ نہیں۔ دوسری کتب حدیث میں
تدلیس مضر اور صحیحین میں نہیں اس خود ساختہ قاعدہ کی کوئی بنیاد بھی ہے یا نہیں؟
اگر ہے تو صرف ایک حوالہ کتاب وسنت سے دیدیں ورنہ کچھ تو شرم شرم کریں اپنے

اصولوں سے انحراف کیوں؟ رہی آپ کی جرح کا جواب تو ''نصر بن عاصم'' کے بارے میں امام
ؤد نے فرمایا: کان خارجیا نصر بن عاصم خارجی تھا ہم نے اسی کا ترجمہ پیش کر دیا۔ اور حافظ ابن
تے ہیں: کان علی رای الخوارج ثم ترکھا (تہذیب ج ۱۰ ص ۳۸۲) وہ خارجیوں کی
ے پر تھے پھر اسے ترک کر دیا۔

اب امام ابوداؤد فرماتے ہیں وہ خارجی تھا اور ابن حجر فرماتے ہیں وہ خارجیوں کی رائے پر تھا
جر نے ثم ترکھا فرمایا جبکہ امام ابوداؤد نے ایسا نہیں کیا اب ہم کس کی بات پر عمل کریں وجہ ترجیح
ریں صرف ایک حوالہ اپنے مسلمہ اصولوں سے دیدیں!

تراض : روایت ابوایوب سختیانی پر اعتراض کا جواب۔ اس کی روایت میں پہلی دفعہ رفع یدین کا
و کر نہیں آپ پہلی رفع الیدین کو بھی ترک کر دیں گے؟

ب : پہلی دفعہ رفع الیدین کا مسئلہ تو مختلف فیہ ہے ہی نہیں، پھر پہلی رفع الیدین کرنے کیلئے قولی
ث ہے۔ (زیلعی، ج ۱ ص ۱۶۰ ص ۳۹۰، ص ۳۹۱)۔

کیا آپ دوسری رفع یدین کیلئے قولی حدیث پیش کر سکتے ہیں ؟

ے کوئی باہمت فرد جو میدان میں آئے ؟ دیدہ باید

تراض : تو ہم اس حدیث پر عمل کرتے ہیں آپ بھی تو پہلی مرتبہ رفع الیدین کرتے ہیں اس
ث کا جو جواب آپ دیں گے وہی ہمارا جواب ہوگا۔ ''عدم ذکر نفی کی دلیل نہیں''؟

اب : السکوت فی معرض البیان بیان کی جگہ سکوت بیان ہوتا ہے۔ باقی آپ اس پر
ب وسنت سے دلیل دیں گے کہ عدم ذکر نفی کی دلیل نہیں یہ آپ کے ذمہ قیامت کا ادھار رہا، باقی رہا
استراحت کا مسئلہ ہو سکتا ہے آپ ضعیف ہوں یا بیمار اس لئے آپ نے کیا ہو، ورنہ بیشتر احادیث
جلسہ استراحت آپ ﷺ سے ثابت نہیں اور نہ ہی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے ثابت
لا یہ کہ کوئی صحابی بیماری یا تکلیف کی وجہ سے کرتا ہو تو اسے صحت مند کے لئے تجویز کرنا بیوقوفی ہے۔
استراحت نہیں کرنا چاہیے (بخاری شریف، ج ۱ ص ۱۱۲، بخاری شریف ج ۲ ص ۹۸۶۔
وؤد شریف، ج ۱ ص ۱۰۷۔ ترمذی شریف، ج ۱ ص ۶۵۔ مسند احمد، ج ۵ ص ۳۴۳۔ معجم طبرانی کبیر
۹ ص ۲۶۶۔ بیہقی شریف، ج ۲ ص ۱۲۵۔ السنن الکبریٰ، ج ۲ ص ۱۲۵۔ مصنف ابن ابی شیبہ، ج
ص ۳۹۴۔ ص ۳۹۵) انہیں ملاحظہ کر کے اپنے قلب وجگر کو راحت بخشا اور بغض وعناد کی لگی آگ کو

بجھانا

اعتراض : حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے مروی سجدوں رفع یدین والی حدیث
پر اعتراض ''یہ حدیث ضعیف ہے''۔

جواب : حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، بہت زیادہ صحیح روایت جس پر میں مطلع ہوا ہوں وہ
روایت ہے جو نسائی نے روایت کی ہے جس میں رفع الیدین فی السجود کا ذکر ہے۔
(فتح الباری، ج ۲ ص ۱۷۷)

اب بتائیں جناب کہ حافظ ابن حجر اس روایت کو صرف صحیح نہیں فرما رہے بلکہ بہت زیادہ صحیح
فرما رہے ہیں اور آپ ضعیف فرما رہے ہیں اور حوالہ بھی ذکر نہیں کیا ہے

ہائے لڑتے ہیں اور ساتھ میں تلوار بھی نہیں

اب ہم آپ کی بے سروپا بات کی طرف توجہ کریں یا حافظ ابن حجر کی بات پر کان دھریں ٹھنڈے دل
سے سوچ کر جواب دیں!

دلیل نمبر ۲ : حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما۔

جواب : اس حدیث سے دوام ثابت نہیں ہو رہا جو کہ مطلوب ہے

جواب نمبر ۲ : اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما رفع یدین نہیں کرتے تھے
(شرح معانی الآثار، ج ۱ ص ۱۵۵ مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۱ ص ۲۳۷، موطا امام محمد، ص ۹)

عمل الراوی بخلاف روایتہ الراویۃ یسقط العمل بہ عندنا.

راوی کا اپنی روایت کے خلاف عمل کرنا یا اسکا موجب ہوتا ہے کہ اس روایت پر عمل نہیں ہوگا یہی احناف
کا اصول ہے۔ (قواعد فی علوم الحدیث ص ۲۰۲)

باقی رہا ماضی استمراری کا بیان جسے آپ ہمیشگی کیلئے استعمال فرمانا چاہتے ہیں تو جناب ماضی
استمراری کیساتھ مروی روایات کتب حدیث میں موجود ہیں لیکن کسی کام پر بھی آپ ﷺ کی مواظبت
ثابت نہیں کیجا سکتی ملاحظہ ہوں :۔

کان یصلی فی نعلیہ. (بخاری شریف، ج ۱ ص ۵۶)

حضور علیہ السلام جوتے پہن کر نماز پڑھتے تھے تو جناب جوتے اتار کر نماز کیوں پڑھتے ہیں؟

اسی طرح :۔

کان یصلی وھو حامل امامة بنت العاص . (بخاری شریف، ج۱ص۷۴)

کان یباشر وھو صائم. (بخاری شریف، ج۱ص۲۵۸)

اسی طرح بخاری شریف، ج۱ص۴۱، ج۱ص۴۲، ج۲ص۷۵۸، ج۲ص۷۸۵۔ سنن
، ج۱ص۲۰۔ ابوداؤد، ج۱ص۲۹۔ مشکوۃ شریف، ص۴۹۔ مصنف ابن ابی شیبہ، ج۱،
۹۔ ابن ماجہ، ص۴۴۔ مسند احمد، ج۳، ص۹۹، ج۳ص۱۱۱، ج۳ص۱۶۶، ج۳ص۲۲۵،
ص۲۹۱۔ مسلم شریف، ج۱ص۳۷۸۔ مسند حمیدی، ج۲ص۱۰۶۔

ان مذکورہ بالا کتب حدیث میں بھی ماضی استمراری کا صیغہ استعمال ہوا ہے اب ان احادیث کو
سی عمل پر بھی مواظبت ثابت کر دیں تب ہم آپ کی قوت استدلال کو مانیں گے۔ ہم نے
سلمہ اصول کتاب وسنت سے ہی دلیل پیش کر دی ہے۔ اگر آپ مواظبت حدیث سے نہیں ثابت
تے تو تھوڑا سا شرم۔ شرم کریں۔

لنج کا جواب : آپ مدعی ہیں دلیل آپکے ذمہ ہے کسی ایک حدیث سے ثابت کر
منکر سے دلیل مانگی جاتی ہے تو ہم ایک کی بجائے بیس احادیث صحیحہ صریحہ مرفوعہ پیش کریں گے
للہ۔

ورنہ آپ ایک حدیث پیش کر دیں بیس کی بجائے چالیس ہزار روپے نقد وصول کریں اور
رتے ہوئے ایوانوں کو بچائیں۔''

ث فما زلت تلک صلوته حتی لقی الله کا جواب :

اہلحدیث علم کے یتیموں کے پاس دوام رفع الیدین پر صرف ایک حدیث ہے جسکے بارے
م نیموی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث ضعیف بلکہ موضوع ہے

(آثار السنن)

مذکورہ بالا حدیث شریف کی سند میں ایک راوی عصمہ بن محمد انصاری ہے حضرت امام ذہبی
للہ علیہ فرماتے ہیں ''عصمة بن محمد قال ابوحاتم لیس بالقوی وقال یحیی کذاب یضع
یث وقال العقیلی حدث بالبواطیل عن الثقات وقال الدار قطنی متروک .

(میزان الاعتدال، ج۳ص۶۸)

ترجمہ: عصمہ بن محمد کے بارے میں امام ابو حاتم نے کہا وہ قوی نہیں امام یحیی نے کہا بہت جھوٹا ہے
حدیثیں گھڑتا ہے اور امام عقیلی نے کہا ثقہ راویوں سے بے بنیاد حدیثیں روایت کرتا ہے اور امام دار قطنی
نے کہا متروک ہے مذکورہ حدیث شریف کا ایک راوی عبد الرحمن بن قریش بن خزیمہ الہروی ہے''

تھمه السلیمانی بوضع الاحادیث.

(میزان الاعتدال، ج۳ص۵۸۲)

محدث سلیمانی نے اس پر حدیثیں گھڑنے کی تہمت لگائی۔

یہ تو ہم نے صرف دو کا حال بیان کیا باقیوں کی عدالت خود کتب اسماء الرجال میں ملاحظہ فرمالیں

قارئین کرام! آپ اندازہ لگائیں انکے علمی ذخیرے کا جس میں صرف ایک حدیث ہے
دوام رفع الیدین پر اور وہ بھی موضوع۔ کیا موضوع حدیث پر عمل کرنے والے اہلحدیث کہلوانے کے
مستحق ہیں؟

آگے خود ابن بشیر لکھتے ہیں اگر چہ یہ حدیث ہمارے نزدیک ضعیف ہے لیکن حنفی اصول کی رو
سے حدیث ضعیف فائدے سے خالی نہیں۔ جناب ہمارے نزدیک یہ حدیث موضوع ہے جیسا کہ اوپر
رواۃ کے حالات میں آئمہ نے ان پر وضع حدیث کی تہمت لگائی ہے ویسے آپ تو ہمیں اہل الرائے اور
اپنے آپ کو اہلحدیث کہتے ہیں ہم تو ضعیف کو بھی نہیں چھوڑتے اور آپ صحیح حدیث کو بھی رد کر دیتے ہیں
جیسا کہ حدیث عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جسے آپ کے امام العصر ناصر الدین البانی نے صحیح کہا ہے
لیکن جناب نے رد کر دیا تو آپ تارک الحدیث اور اہل ہواہ ہوئے اور ہم عامل بالحدیث ٹھہرے
صرف ایک حدیث صحیح، صریح، مرفوع جو دوام رفع الیدین پر دلالت کرے پیش کر دیں اس کام کیلئے
آپ کو ساری عمر کا وقت دیا جاتا ہے ہمت کر کے تلاش کریں لیکن ہمیں معلوم ہے فان لم تفعلو ولن
تفعلوا.........!

دلیل نمبر ۳: حدیث عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما

جواب: اس حدیث شریف سے دوام رفع الیدین کا اثبات نہیں ہو رہا جو کہ مطلوب ہے رفع یدین
کے ثبوت کا کوئی منکر نہیں، جھگڑا بقا اور عدم بقا کا ہے صرف ایک حدیث پیش کر دیں!

دلیل نمبر ۴: حدیث عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما۔

جواب: اس روایت کے بارے امام عبد الوہاب عن عبید اللہ واثقفہ موقوف روایت کیا اسی طرح

ت کیا لیث نے عن سعد وابن جریج عن نافع موقوف اور امام دارقطنی نے ''علل'' میں اسکے مرفوع
وقوف ہونیکا اختلاف ذکر کیا ہے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنھما سے اس روایت کے موقوف و
ع ہونے میں اختلاف ہے جب کہ آپ سے مروی ایک حدیث مرفوع ہے اور صریح ہے عن مالک
الزھری عن سالم عن ابن عمران النبی ﷺ کان یرفع یدیه اذا افتتح الصلوۃ ثم
ود. (اخرج البیھقی فی خلافیات)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رفع الیدین فرماتے
نماز شروع فرماتے، پھر ایسا نہیں کرتے تھے (یہ حدیث صحیح ہے کمافی التعلیق) پھر حضرت عبداللہ
عمر رضی اللہ عنھما کا عمل مبارک ہم پیچھے نقل کر آئے ہیں اتمام حجت کیلئے ایک اور حوالہ نقل کر دیتے ہیں
مجاھد صحبت ابن عمر عشر سنین فلم اراہ رفع یدیه الا فی تکبیرۃ الافتتاح.
(بذل المجہود، ج ۲، ص ۸)

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں دس سال حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ
وہ تکبیر افتتاح کے علاوہ کہیں رفع الیدین نہ کرتے تھے۔

اب بتائیں ابن بشیر! اگر دوام ثابت ہے تو پھر ابن عمر تارک سنت خیر الانام ﷺ ہوئے اور
نماز کا تمہارے نزدیک نقصان رہا جن کے حوالہ سے آپ رفع یدین کا دوام ثابت کرنا چاہتے تھے
ں کے حوالہ سے عدم رفع ثابت ہو گیا۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے — اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

کتابچہ کے ص ۱۳ پر آپ کے اعتراض کا جواب:۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بخاری شریف اور موطا امام مالک ایک طرح کی روایات ہیں
صرف اتنا ہے کہ اس میں رفع الیدین چار رکعت والی نماز میں پانچ مرتبہ بنتا ہے جبکہ بخاری شریف
روایت کی رو سے ۱۰ مرتبہ بنتا ہے پھر آپ بتائیں کیا امام بخاری علیہ الرحمۃ کے پاس پورا ذخیرہ
ث موجود تھا؟ دلیل دیں۔

پھر آپ نے امام مالک کے دوسرے شاگرد سے روایت کی ہے اسکی رو سے بھی ۹ مرتبہ رفع
ین بنتا ہے پھر امام بخاری علیہ الرحمۃ کی روایت کے مطابق کیسے ہوا، اس میں ۱۰ مرتبہ رفع الیدین
ہے۔

عقل کے اندھے ذرا مریض عقل کا علاج کروائیں! علامہ ماردینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ
علامہ قرطبی شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ ترک رفع الیدین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مذہب ہے
(الجوہر النقی، ج ۱، ص ۱۳۶)

دلیل نمبر ۵: امام ابو اسماعیل محمد بن اسماعیل کی روایت۔

جواب: اس روایت میں محمد بن اسماعیل متکلم فیہ ہے حضرت امام ابن ابی حاتم محمد بن اسماعیل سلمی کو
ضعیف قرار دیتے ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج ۲، ص ۳۳۵) اور امام دارقطنی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ
امام ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ اس میں محدثین نے کلام کیا ہے (نیل الفرقدین، ص ۵۸) محمد بن فضل
سدوسی کا آخر عمر میں حافظہ متغیر ہو گیا تھا (تقریب، ۳۱۵) آپ نے لکھا کہ اس کے بعد کوئی حدیث
بیان نہیں کی لیکن حضرت امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا حافظہ اتنا متغیر ہو گیا تھا کہ جو
حدیث بیان کرتا تو اس کو خود علم نہ ہوتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اس وجہ سے اس کی حدیث میں منکر باتیں آ
گئیں پس اس کی حدیث سے گریز کرنا ضروری ہے ایسی حدیث جو اس سے متاخرین نے روایت کی
ہو اور جب اس چیز کا علم نہ ہو سکے تو اس کی تمام احادیث متروک قرار دی جائیں گی اور اس کی کسی ایک
حدیث سے بھی حجت نہ پکڑی جائے گی۔ (تہذیب التہذیب، ج ۹، ص ۴۰۴)

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ مقتدی بھی متکلم فیہ اور امام بھی، تو روایت کیوں کر درست ہو
سکتی ہے۔

دلیل نمبر ۶: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث۔ (نصب الرایہ، ج ۱، ص ۱۹-۴۱۵)

اعتراض: مذکورہ بالا حدیث میں رفع الیدین عندالرکوع کا کوئی ذکر نہیں۔

جواب: میں قارئین سے التماس کرتا ہوں کہ ذرا توجہ سے اس حدیث کو پڑھیں ہم نے عربی متن
کیساتھ پوری نقل کر دی۔ **حل:** ہم نے جو روایت نصب الرایۃ سے نقل کی تھی اس کی عربی عبارت
نقل کرتے ہیں تا کہ اس بے بنیاد جواب کا حل پیش ہو سکے۔

عن عبداللہ بن القاسم قال بینما الناس یصلون فی مسجد رسول اللہ ﷺ اذ خرج
علیھم عمر بن الخطاب فقال اقبلو اعلی بوجوھکم اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ
ﷺ فقام مستقبل القبلۃ ورفع یدیه حتی یحاذی بھما منکبیه ثم کبر ثم رکع و کذا
لک حین رفع.

ایک دن لوگ رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے تو حضرت عمر بن الخطاب رضی
...ﷺ تشریف لائے اور فرمایا میری طرف توجہ کرو میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھاتا ہوں پس
...ت عمر رضی اللہ عنہ قبلہ رو ہو کر کھڑے ہو گئے اور رفع الیدین کیا کندھوں کے برابر پھر تکبیر کہی پھر
...کیا اور اسی طرح فرمایا جب رکوع سے سر اٹھایا یعنی رفع الیدین فرمایا۔

...ین کرام! یہ روایت غیر واضح ہے ایک تو رفع الیدین عند الرکوع کا اس میں کوئی ذکر نہیں پھر دو رکعت
...ٹھ کر رفع یدین کرنے کا ذکر نہیں لہٰذا یہ حدیث غیر واضح ہے ہم نے حدیث مانگی تھی صحیح،
...مرفوع تو ان تینوں شرائط کا پایا جانا ضروری ہے جبکہ اس میں صراحت نہیں ہے صرف ایک حدیث

...ل نمبر ۷: حدیث حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ۔

...ب: اس کی سند میں عبد الحمید بن جعفر ضعیف ہے کان سفیان یضعفہ من اجل القدر
...یحیی سعید یضعفہ.

حضرت سفیان اس کے قدری ہونے کی وجہ سے تضعیف فرماتے تھے حضرت یحیٰی بن
...ی اسے ضعیف بتاتے ہیں اور حضرت امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب ''کتاب الضعفا''
...م فرماتے ہیں لیس بقوی اور جناب کے بزرگ نواب صدیق حسن لکھتے ہیں کہ امام نسائی کی جرح
...یل علماء کے درمیان معتبر ہے (الحطہ فی ذکر الصحاح الستۃ، ص ۲۵۳)

اب تو کچھ شرم فرمالیں جناب کے نواب صاحب نے جب مہر ثبت کر دی تو چپ ہو جائیں
...د کچھ کہنا ہے انہیں کہیں۔ اور حضرت امام ابی حاتم فرماتے ہیں لا یحتج بہ (میزان الاعتدال، ج
...۲۱۵) اور جناب حجت پکڑ رہے ہیں۔ عدم ذکر نفی کی دلیل نہیں تو جناب اس کا حوالہ حدیث
...ے دے سکتے ہیں؟ یا غیر معصوم امتیوں کے اقوال سے سرقہ کرتے ہیں۔

...اب نمبر ۲: یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ محمد بن عمرو کا سماع حضرت ابو قتادہ سے ثابت نہیں
...ت ابو قتادہ کا وصال محمد بن عمرو بن عطا کی ولادت سے پہلے ہے تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں ''وفاۃ ابی قتادۃ قبل ذالک بدھر طویل
...تل مع علی رضی اللہ عنہ'' (شرح معانی الآثار، ج ۱، ص ۱۷۹)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی وفات (محمد بن عمرو) کی ولادت سے پہلے ہے ان کی نماز
...حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی تھی۔

مذکورہ بالا بات صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ
علیہما کے استاد گرامی حضرت امام ابن ابی شیبہ روایت فرماتے ہیں حدثنا عبد اللہ بن نمیر و وکیع
قال حدثنا اسماعیل بن خالد عن موسیٰ بن عبد اللہ بن زید قال صلی علی علیٰ ابن
قتادہ. (مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۳، ص ۱۱۶) (سند مذکور)

موسیٰ بن عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ پر نماز
(جنازہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ صاحب مشکوۃ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وقیل بل
مات فی خلافۃ علی بالکوفہ. (اکمال فی اسماء الرجال، ص ۶۱۲، ملحق بمشکوۃ)

اور کہا گیا ہے کہ بلکہ آپ کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے۔ علامہ
ماردینی فرماتے'' اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محمد بن عمرو نے حضرت ابو حمید ساعدی رضی
اللہ عنہ سے نہیں سنا اور نہ ہی حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کیونکہ اس کی عمر میں اس کا احتمال ہی
نہیں ہے اس لئے کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فوت ہوئے اور
ان کی نماز جنازہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی جیسا کہ ہیثم بن عدی اور ابن عبد البر نے کہا ہے اور
یہی صحیح ہے اور ''کمال'' میں ہے اور کہا گیا ہے کہ وہ کوفہ میں ۳۸ھ کو فوت ہوئے اس لئے ابن حزم
(غیر مقلد) نے کہا شاید یہ عبد الحمید کا اس جگہ (اس طرح بیان کرنا) وہم ہے۔ (الجوہر النقی، ج ۲، ص ۶۹)

اور پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں اور امام ابن القطان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس روایت کو
پیش کرنے والوں پر واجب ہے کہ وہ راوی کے اس قول کو ثابت کرے کہ ان دس صحابہ کرام رضوان اللہ
تعالیٰ علیہم میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے کیونکہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ تو حضرت علی رضی
اللہ عنہ کے دور خلافت میں شہید ہوئے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی ہے
اور یہی صحیح ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ۴۰ھ میں شہید ہوئے اور محمد بن عمرو نے یہ زمانہ نہیں پایا اور
بعض نے کہا ہے کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ۵۴ھ میں فوت ہوئے لیکن یہ قول صحیح نہیں ہے
(الجواہر النقی ج ۲، ص ۱۲۸)

علامہ وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں محمد بن عمرو بن عطا نے یہ حدیث حضرت
ابو حمید رضی اللہ عنہ سے نہیں سنی اور نہ ہی ان میں سے کسی ایک سے جنکا ذکر حضرت ابو حمید ساعدی رضی
اللہ عنہ کے ساتھ کیا ہے اور ان کے درمیان ایک آدمی مجہول ہے اور محمد بن عمرو نے اس حدیث میں ذکر

یا ہے کہ وہاں حضرت ابو قتادہ بھی موجود تھے حالانکہ اس کی عمر میں یہ احتمال نہیں ہو سکتا اس لئے کہ
ضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اس سے کافی مدت پہلے شہید ہو چکے تھے کیونکہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ
ہ کے زمانہ میں انتقال فرمایا اور آپ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (التعلیق المغنی ص ۳۴۲)

اور مزید لکھتے ہیں اور کسی ایک نے بھی اس حدیث میں محمد بن عمرو کا سماع حضرت ابو حمید
عدی رضی اللہ عنہ سے بیان نہیں کیا سوائے عبدالحمید بن جعفر کے اور وہ بہت ہی ضعیف ہے مزید دیکھئے

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، ج ۵ ص ۲۷۲)

واب نمبر ۳: اس حدیث کی سند اور متن میں خاصا اضطراب ہے تفصیل کیلئے ملاحظہ ہوں
لجوہر النقی، ج ۲ ص ۷۰۔ التعلیق المغنی، ص ۳۴۴)

ہم نے کھول کر حق بیان کر دیا اس پر بلند بانگ دعوے کرنا غیر مقلدین کی ہٹ دھرمی ہے!

یل نمبر ۸: سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت۔

جواب: اس حدیث کی سند میں ایک راوی عبدالرحمن بن ابی الزناد واقع ہے جو کہ ضعیف ہے
رت امام نسائی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ عبدالرحمن بن ابی الزناد ضعیف ۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین ص ۲۹۶)

علامہ ماردینی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ابن ابی الزناد اور وہ عبدالرحمن بن ابی زناد ہے۔ امام احمد
ن حنبل علیہ الرحمۃ اور امام ابو حاتم نے فرمایا کہ یہ مضطرب الحدیث ہے اور امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ
ر امام ابو حاتم نے یہ بھی فرمایا کہ یہ قابل احتجاج نہیں اور عمرو بن علی نے کہا کہ امام عبدالرحمن بن مہدی
نے اس کو ترک کر دیا تھا اور پھر اس حدیث شریف میں سجدوں سے اٹھتے وقت رفع الیدین کرنے کی زیادت
ں ہے تو مخالفین پر لازم ہے کہ وہ بھی سجدوں میں رفع الیدین کیا کریں۔

(الجوہر النقی، ج ۲ ص ۷۳)

مزید اس راوی کے ضعف پر دیکھنا ہو تو دیکھئے (تہذیب التہذیب، ج ۶ ص ۱۵۷۔ میزان
عتدال، ج ۲ ص ۱۱۱)۔

حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ کے استاذ علامہ نورالدین ہیثمی فرماتے ہیں کہ جمہور نے اس کی
عیف کی ہے۔ (مجمع الزوائد، ج ۲ ص ۲۲۳)

حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ بھی اسے ضعیف قرار دیتے تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج ۱ ص ۲۲۸)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد گرامی علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے
حضرات محدثین کے ہاں ضعیف ہے۔ (تاریخ بغداد، ج ۱۰ ص ۲۲۸)

یہ ہے اس روایت کا حال اور یہ حدیث ضعیف ٹھہری اور ہم نے صحیح حدیث طلب کی تھی یہ
ادھار قیامت تک آپ کے کندھوں پر رہے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

دلیل نمبر ۹: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت۔

جواب: اس حدیث کا دارومدار حماد بن سلمہ پر ہے جو آخر میں متغیر الحافظہ ہو گئے تھے اور غلطی خطاء کر
جاتے تھے غیر مقلد مولوی عبدالرحمن مبارکپوری نے تحقیق الکلام، ج ۱ ص ۱۰۲ پر اس کی تصریح کی ہے اور
حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ بلوغ المرام میں حماد بن سلمہ کی روایت کے بارے میں امام ابوداؤد سے
تضعیف نقل کرتے ہیں اور مولوی امیر یمانی غیر مقلد اس کی شرح میں محدثین کرام سے حماد بن سلمہ کی
روایت کے غیر محفوظ اور خطاء ہونے کے فتاویٰ نقل کرتے ہیں۔ (سبل السلام، ج ۱ ص ۷۷)

مولوی ابراہیم سیالکوٹی لکھتے ہیں بعض راوی ایسے ہیں جو اکابر محدثین مثل امام بخاری وغیرہ
کے حجت نہیں مثلاً حماد بن سلمہ (زاد المتقین، ص ۵) قاضی شوکانی غیر مقلد لکھتے ہیں۔ حماد بن سلمہ کے
اوہام ہیں۔ (نیل الاوطار، ج ۱ ص ۲۴۷)

اس لئے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے حماد بن سلمہ کا رفع الیدین بیان کرنا غلطی
اور خطاء ہے۔ چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے حماد بن سلمہ کے سوا جو روایت بیان کی
جاتی ہے اس میں تکبیر کے الفاظ میں رفع الیدین کا نام ونشان تک نہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

(مسند احمد، ج ۴ ص ۱۱۵، ج ۴ ص ۳۹۳، ج ۴ ص ۴۰۰)

دلیل نمبر ۱۰: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت

جواب: اس روایت کی سند میں ایک راوی اسماعیل عیاش واقع ہے جو کہ ضعیف ہے اور غیر شامیین
سے تو باتفاق محدثین کرام اس کی روایت ناقابل احتجاج ہے اور مردود ہے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں اور امام یحییٰ بن معین اور امام ابو اسماعیل بخاری نے کہا کہ شامیوں کی روایت لینے میں ثقہ
ہے اور اہل حجاز سے نہیں کیونکہ اس کی کتابیں ضائع ہو گئی تھیں اور اس کے حافظہ میں تغیر آ گیا تھا۔
(شرح مسلم، ج ۱ ص ۱۸)

اور مولوی شمس الحق عظیم آبادی غیر مقلد اور مولوی محی الدین الہ آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں کہ

...ابن معین دحیم اور امام بخاری اور ابن عدی نے اسکو اہل شام سے روایت لینے میں ثقہ کہا ہے اور غیر شامیوں سے لینے میں ضعیف کہا ہے۔

(حاشیہ کتاب الضعفاء والمتروکین، ص ۲۸۳)

اور یہ روایت بھی غیر شامین سے ہے اس لئے یہ نا قابل حجت ہے اور یہ بات بھی چند محدثین ...سے مروی ہے کہ یہ صرف غیر شامین سے روایت لینے میں ضعیف ہے جبکہ اکثر محدثین نے مطلق اس کی ...ضعیف کی ہے حضرت امام نسائی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اسماعیل بن عیاش ضعیف ہے۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین، ص ۲۸۲)

حضرت امام طحاوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس سے احتجاج نہیں کیا جا سکتا۔

(شرح معانی الآثار، ج ۱ ص ۱۵۴)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں سچا ہے جبکہ اپنے شہر والوں (شام والوں) سے روایت کرے اور ...شامین سے اس کی روایت میں اختلاط پایا جاتا ہے (تقریب ص ۳۳)

علامہ بدرالدین عینی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں امام نسائی نے فرمایا کہ اسماعیل ضعیف ہے اور ...ابن حبان نے کہا ہے کہ اس کی حدیث میں بہت غلطیاں ہوتی ہیں اور ابن خزیمہ نے کہا ہے کہ یہ قابل ...احتجاج نہیں ہے۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، ج ۵ ص ۲۷۳-۲۷۴)

علامہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اسماعیل بن عیاش جب غیر شامیوں سے ...روایت کرے وہ قابل حجت نہیں جانتے تو ہمارے مخالف اس روایت سے کیسے حجت پکڑ سکتے ہیں اور ...اس راوی سے ان پر حجت قائم کیجائے تو وہ قبول نہیں کرتے اور پھر اس جگہ تو نبی اکرم ﷺ سے اس ...کے خلاف بسند جید روایت مروی ہے۔

(التعلیق المجلی، ص ۳۱۶)

اب جب دلائل سے یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ اسماعیل بن عیاش راوی ضعیف ...نا قابل حجت ہے تو اس کی روایت کردہ حدیث بھی نا قابل حجت ٹھہری!

...ان جرحوں کا جواب تہذیب التہذیب، ج ۶، ص ۳۵۴-۳۵۵، پر ملاحظہ کر لینا۔

دلیل نمبر ۱۱: حدیث جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما۔

جواب: اس روایت میں دو راوی متکلم فیہ ہیں (۱) ابراہیم بن طھمان (۲) موسیٰ بن مسعود الھندی

۔ابراہیم بن طھمان کو اگرچہ بعض محدثین نے ثقہ قرار دیا ہے لیکن بعض دیگر محدثین نے آپ پر جرح بھی کی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں محدث سلیمانی نے فرمایا ہے کہ محدثین نے اس حدیث کا انکار کیا ہے۔ جس میں عن ابی زبیر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے رفع الیدین بیان کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب، ج ۱ ص ۱۳۱)

حافظ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ اپنا فیصلہ یوں رقم فرماتے ہیں:۔

''میں کہتا ہوں صحیح بات یہ ہے کہ ابراہیم بن طھمان ثقہ اور صحیح الحدیث ہے جبکہ اس سے روایت کرنے والا ثقہ ہو اور اس کا ارجاء میں غلو ثابت نہیں'' (تہذیب التہذیب، ج ۱ ص ۱۳۱)

اور تقریب میں لکھتے ہیں کہ:۔

''کہا گیا ہے کہ ارجاء سے انہوں نے رجوع کر لیا تھا۔'' (تقریب ص ۲۰)

تو اس روایت میں ابراہیم بن طھمان سے روایت کرنے والے راوی موسیٰ بن مسعود الھندی ہے جو کہ ضعیف ہے علامہ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

''صدوق سئی الحفظ.'' (تقریب، ص ۳۵۲)

جامع ترمذی میں حضرت امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں موسیٰ بن مسعود ضعیف فی الحدیث ۔اور حضرت امام ابن خزیمہ فرماتے ہیں اس سے احتجاج نہ کیا جائے امام ابو احمد حاکم فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک قوی نہیں ۔امام ابن قانع فرماتے ہیں اس میں ضعف ہے۔ امام حاکم محدث فرماتے ہیں کہ وہمی ہے اس کا حافظہ کمزور ہے۔ امام ساجی فرماتے ہیں کہ محرف ہے اور لین الحدیث ہے۔ امام احمد امام ابو حاتم امام ابن حبان فرماتے ہیں کہ خطا کار ہے۔

(تہذیب التہذیب، ج ۱۰ ص ۳۷۰-۳۷۱)

اب آپ ہی فرمائیں کہ جب روایت کے ایسے راوی ہوں وہ کیسے قابل احتجاج ہو سکتی ہے؟

۔فافہم وتدبر.........!

دلیل نمبر ۱۲: حدیث وائل بن حجر رضی اللہ عنہ۔

جواب: اس کی روایت میں عاصم بن کلیب ہیں جس پر آپ نے جرح کی ہے۔ عبدالرشید انصاری غیر مقلد الرسائل فی تحقیق المسائل حصہ پنجم، ص ۴۹ میں ایک حدیث کے جواب میں رقمطراز ہیں۔ اس

ں دوسرا راوی عاصم بن کلیب ہے اور اس کے متعلق حافظ ابن حجر فرماتے ہیں آدمی نیک تھا لیکن
رجیۂ سے تعلق رکھنے والا کوئی تھا۔ علی بن مدینی فرماتے ہیں جس روایت کا دارومدار عاصم پر ہو وہ
ت قابل حجت نہیں۔ اب آپ ہی بتائیں جب وہاں قابل احتجاج نہیں تو یہاں کیسے بن گیا۔

انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں۔ زبان میری ہے بات ان کی:-

''حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ایسے شخص کو کنکریاں مارتے تھے جو رفع الیدین نہیں
تھا''

ب: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کسی آدمی کو اس طرح نماز پڑھتا دیکھتے کہ جب وہ
نے جھکاتا اور اوپر اٹھاتا رفع الیدین نہیں کرتا تو اس کو کنکر مارتے تا کہ وہ رفع الیدین کرے۔

(مسند حمیدی، ج ۲، ص ۲۷۸)

تو جناب مذکورہ بالا حدیث شریف آپکے بھی خلاف ہے کہ اس میں ہر اونچ نیچ کے وقت جو
یدین نہ کرتا آپ اس کو کنکریاں مارتے تو جناب بھی سجدوں اور دوسری چوتھی رکعت میں رفع
ن نہیں کرتے۔ دیکھنا کوئی شیعہ آپ کو نہ دیکھ رہا ہو اور وہ آپ کو سنگسار کر دے۔ فـمـا هـو
کم فهو جوابنا.

ب نمبر ۲: اس روایت میں ولید بن مسلم مجروح راوی ہے ابن حجر علیہ الرحمۃ نقل فرماتے
امام مروزی امام احمد سے نقل کرتے ہیں کہ ولید کثیر الخطاء تھے۔ (تہذیب التہذیب، ج ۱۱، ص ۱۵۴)

حضرت امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں ولید بن مسلم سنی اور ان سنی حدیثیں باہم خلط ملط کر
تے اور اس کی کئی روایات منکر ہیں۔ (تہذیب، ج ۱۱، ص ۱۵۴-۱۵۵)

حضرت امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابو مسہر نے فرمایا کہ ولید مدلس ہے اور بسا
ت جھوٹے راویوں سے ان کی نشاندہی کیے بغیر روایت کرتا اور اس نے امام مالک سے ایسی دس
ں روایت کیں جن کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ (میزان الاعتدال، ج ۴، ص ۳۴۷)

ورہ بالا روایت مردود و باطل ٹھہری۔

''رفع الیدین کرنے سے ثواب ملتا ہے جو صرف ایک بار رفع الیدین کرتا ہے وہ ۹۰ نیکیوں
روم ہو جاتا ہے'' (**ضرب حدیدی، ص ۴۲**)

ب: مذکورہ روایت کی سند میں ابن لھیعہ ہے جس کو خود انہوں نے الرسائل ص ۱۷۱ پر ضعیف قرار
دیا ہے اور ص ۲۱۶ پر اس سے استدلال کیا ہے دوسرا راوی شرح بن عاھان ہے ابن حبان کہتے ہیں کہ
یہ عقبہ سے منکر روایتیں بیان کرتا ہے اس نے حجاج کے لشکر میں شامل ہو کر خانہ کعبہ پر گولہ باری کی تھی۔

(تہذیب التہذیب، ج ۱۰، ص ۱۵۵)

لعنة الله على الكاذبين.............!

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا — جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

وما علينا الا البلاغ المبين

《 تمت بالخير. 》

نوٹ

کتاب ہذا کی نظر ثانی کی گئی ہے پھر بھی اگر کوئی غلطی نظر آئے تو اسے کمپوزر کی غلطی شمار کریں۔

میں اہلحدیث غیر مقلد کیوں نہیں بنا؟

(یکے از نوجوانان اہلسنت وجماعت کہروڑپکا)

مجھے یہ کہہ کر اہل حدیث (غیر مقلد بننے کی دعوت دی گئی کہ اہل حدیث مذہب میں امتیوں
ے قول رائے کی بجائے دین کا ہر مسئلہ خالص قرآن وحدیث سے بتایا جاتا ہے۔ چنانچہ میں اس
ے کی حقیقت جاننے کے لئے مندرجہ ذیل سوالات پروفیسر حافظ محمد سعید، پروفیسر عبدالرحمٰن کی
ہاولپوری) کے علاوہ مختلف اہل حدیث علماء سے کئے لیکن خالص قرآن وحدیث کے بدلے خالص
لیوں سے اور نازیبا کلمات سے جواب دیا گیا۔ لہذا میں اہل حدیثوں کے اس جھوٹے دعوے پر مطلع
نے کے بعد نہ صرف یہ کہ اہل حدیث مذہب میں داخل نہ ہوا بلکہ ان کی گمراہی سے بچنے پر اللہ کا شکر
کیا، وہ سوالات یہ ہیں۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ: یہ کلمہ صحیح ہے یا غلط؟ اگر صحیح ہے تو اس ترتیب کیساتھ دونوں
یں اکٹھی انہی لفظوں کے ساتھ قرآن مجید یا صحاح ستہ میں دکھادیں اور وہ حدیث پوری سند اور عربی
ظ کے ساتھ تحریر کردیں اور اگر غلط ہے تو اس کا اعلان فرمادیں اور لکھ کر بھی دیدیں۔
بعض اہل حدیث علماء کہتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے کے لئے نہیں بلکہ صرف جھنڈے
ھنے کیلئے ہے یہ سچ ہے یا جھوٹ؟ اگر جھوٹ ہے تو جن لوگوں نے یہ بات کہی وہ گناہگار ہوئے یا نہیں
لو توبہ کرنی چاہئے یا نہیں؟ اور اگر سچ ہے تو وہ حدیث نقل فرمادیں۔ جس میں نبی پاک ﷺ نے
یا ہو کہ یہ کلمہ زبان سے پڑھتے ہیں وہ گناہ گار ہیں یا نہیں۔
حدیث کی تعریف یہ کی جاتی ہے نبی پاک ﷺ کا قول اور تقریر یعنی دوسرے آدمی کے کام کرنے
پ ﷺ کا سکوت کرنا۔ یہ تعریف قرآن میں ہے یا حدیث میں اگر قرآن میں ہے تو وہ آیت پڑھ
اور حدیث میں ہے تو وہ حدیث سنادیں بلکہ آیت وحدیث تحریر کردیں؟
کیا رسول اللہ ﷺ نے حدیث پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے؟ کیا رسول ﷺ نے حدیث پر عمل
نے کی ترغیب دی ہے؟ کیا رسول ﷺ نے حدیث پر عمل نہ کرنے کی وعید سنائی ہے؟ اس پر آپ
حدیث باحوالہ تحریر فرمادیں لیکن یہ یاد رکھیں کہ حدیث کے لفظ کی صراحت ہو اور اگر آپکے نزدیک
ث اور سنت ایک چیز ہے تو اس حدیث کو پیش کریں۔ جس میں نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہو کہ
ث اور سنت ایک چیز ہے آپ اپنی رائے پیش نہ کریں۔ نیز اگر حدیث اور سنت ایک چیز ہے تو کیا

وجہ ہے کہ آپ نے احادیث میں سنت پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ سنت پر عمل کرنے کی ترغیب ہے
۔ اور سنت سے اعراض کرنے پر وعید ہے کسی ایک حدیث میں بھی لفظ حدیث بول کر عمل کرنے کا نہ حکم نہ
ترغیب ہے اور نہ ہی حدیث پر عمل نہ کرنے پر کوئی وعید ہے۔
۵۔ کیا کسی حدیث میں صراحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اہل حدیث تھے یا محمدی تھے؟ کیا رسول اللہ
ﷺ نے جماعت صحابہ کا نام ''جماعت اہلحدیث'' یا ''محمدی جماعت'' رکھا ہے؟ کیا رسول اللہ ﷺ
نے اپنے تیئس سالہ زمانہ نبوت میں صرف ایک مرتبہ اپنے لئے یا ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم وبیش صحابہ
میں سے کسی صحابی کے لئے اہل حدیث یا محمدی کا لفظ استعمال فرمایا ہے؟ کیا کسی صحابی نے کسی تابعی نے
کسی تبع تابعی نے کسی محدث نے کسی فقیہ نے، کسی مفسر نے فرنگی دور سے پہلے اپنا لقب محمدی رکھا ہے؟
باحوالہ تحریر فرمادیں۔
۶۔ رسول اللہ ﷺ کا روضہ پاک بدعت ہے یا نہیں؟ اگر بدعت نہیں ہے تو وہ آیت یا صحیح صریح حدیث
پیش فرمائیں۔ جس میں روضہ اقدس بنانے کا حکم ہے اور اگر بدعت ہے تو اس کا گرانا واجب ہے یا نہیں؟
اور جو حکومت اس بدعت کی حفاظت کرے وہ بدعتی ہے یا نہیں؟ اس کے خلاف جہاد فرض ہے یا نہیں؟
نیز اگر مکہ ومدینہ پر اہلحدیثوں کا قبضہ ہو جائے وہ روضہ رسول کی حفاظت کریں گے یا گرائیں گے؟
۷۔ مسجد کے محراب اور مینار بنانے کا حدیث میں حکم ہے یا نہیں؟ اور ایسی بدعت والی مسجد میں نماز کا کیا
حکم ہے؟ اگر اہل حدیث مکہ ومدینہ پر قابض ہو جائیں تو وہ مسجد حرام اور مسجد نبوی کے مینار باقی رکھیں
گے یا گرادیں گے؟ اور اگر کوئی شخص ان کی مسجد کے مینار گرادے تو وہ گناہ گار ہوگا یا نہیں۔
۸۔ مکہ ومدینہ میں نماز جنازہ حنفیوں کی طرح پڑھا جاتا ہے جبکہ غیر مقلدین کا طریقہ اس کے خلاف
ہے؟ ان میں سے کونسا طریقہ صحیح ہے اور کونسا غلط ہے؟ آئمہ حرمین جو حنفیوں کی طرح نماز جنازہ پڑھا
رہے ہیں وہ قرآن وحدیث سے منحرف ہوئے ہیں یا نہیں؟ ان کے متعلق کیا فتویٰ ہے اور جن لوگوں کو
مکہ مدینہ میں موت نصیب ہوتی ہے اور ان کی نماز جنازہ حنفی طریقہ کے مطابق آئمہ حرمین پڑھاتے
ہیں وہ لوگ نماز جنازہ کے بغیر دفن ہوئے یا نہیں اگر وہ نماز جنازہ کے ساتھ دفن ہوتے ہیں تو پاک
وہند میں غیر مقلدین بغیر نماز جنازہ کے دفن ہونے کا فتویٰ کیوں لگاتے ہیں؟
۹۔ نماز جنازہ کی ایک یا دو تکبیریں رہ جائیں تو نماز جنازہ کس طرح پوری کی جائے صحیح صریح حدیث
سے جواب دیں۔

یخ محمد عبداللہ السبیل نے اپنے مکتوب میں صاف لکھا ہے کہ آئمہ حرمین حنبلی ہیں یہ مکتوب "شرعی
نامی کتاب میں ان کے پیڈ پر لکھا ہوا ہے اس سے شیخ موصوف اور دوسرے آئمہ حرمین مشرک
ہیں یا نہیں؟ ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا ناجائز؟
مشرک ہیں یا نہیں؟ اگر مشرک نہیں تو آپ تقلید کو شرک کیوں کہتے ہیں اور اگر مشرک ہیں تو ان
اتھ نکاح کرنے کا، ان کی نماز جنازہ پڑھنے کا، انکو اہلحدیثوں کی نماز جنازہ میں شریک کرنے کا کیا
ہے؟ نیز اگر پاکستان میں اور سعودیہ میں اہلحدیثوں کی حکومت قائم ہو جائے تو وہ حنفیوں اور حنبلیوں
لو وہ وصول کریں گے یا جزیہ؟ نیز ان کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟
گریز کے دور سے پہلے پورے عالم اسلام میں کوئی ایک مسجد بتائیں جس کا نام جامع مسجد اہلحدیث
مسجد ہو؟
یح بخاری میں جوتی پہن کر نماز پڑھنے کا باب ہے۔ جس میں حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ جوتی
اتھ نماز پڑھا کرتے تھے۔ جبکہ بخاری میں جوتی اتار کر نماز پڑھنے کی کوئی حدیث نہیں ہے۔ اور
کتابوں کی حدیث بقول اہل حدیث صاحبان صحیح بخاری کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی تو
ورت میں جوتی اتار کر نماز پڑھنا صحیح بخاری کے خلاف ہے یا نہیں؟ اور جوتی اتار کر نماز پڑھنے
لوگ گناہگار ہیں یا نہیں؟
قتدی تکبیر تحریمہ آہستہ کہتا ہے۔ اسی طرح اکیلا نمازی بھی تکبیر تحریمہ آہستہ کہتا ہے اس پر صحیح صریح
ح حدیث پیش فرمائیں۔
گر ثناء کی جگہ فاتحہ اور فاتحہ کے بعد ثناء پڑھی یا ثناء چھوٹ گئی تو نماز ہوگی یا نہیں؟ صحیح صریح مرفوع
ث سے جواب دیں۔
یر مقلدین اپنے دعوے کے مطابق کسی حدیث کو بھی نہ صحیح کہہ سکتے ہیں نہ ضعیف کیونکہ اللہ و رسول
ی حدیث کو نہ صحیح کہا ہے نہ ضعیف بلکہ امتیوں نے اپنی رائے سے کسی حدیث کو صحیح اور کسی کو ضعیف
ہے۔ غیر مقلدین امتیوں کی تقلید کرکے صحیح حدیث کو قبول کرتے ہیں اور ضعیف حدیث کو رد کرتے
حالانکہ غیر مقلدین کے نزدیک تقلید شرک ہے نیز امتیوں کی رائے غلط بھی ہو سکتی ہے ممکن ہے
ں نے جس حدیث کو صحیح کہا ہے وہ ضعیف ہو اور جس کو ضعیف کہا ہے وہ صحیح ہو کیونکہ معصوم صرف
ک ﷺ کی ذات ہے۔ کیا نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہے کہ فقہاء کی تقلید شرک ہے اور محدثین

کی تقلید شرک نہیں؟ فقہاء سے غلطی ہو سکتی ہے اور محدثین معصوم ہیں؟
۱۷۔ صحیح بخاری مترجم وحید الزمان کے شروع میں ص ۸ اور ص ۱۸ پر لکھا ہے امام بخاری نے فرمایا مجھے
ایک لاکھ صحیح احادیث یاد ہیں لیکن صحیح بخاری میں مکرر حدیثوں کو شامل کرکے ۷۲۷۵ حدیثیں ہیں
اور مکررات کو حذف کرکے ۴۰۰۰ حدیثیں ہیں سوال یہ ہے کہ باقی چھیانوے ہزار صحیح احادیث کہاں
ہیں؟
۱۸۔ غیر مقلدین پوچھا کرتے ہیں کہ صحابہ کرام حنفی تھے یا شافعی مالکی حنبلی؟ ہمارا بھی سوال ہے کہ صحابہ
کرام بخاری، مسلم میں سے کونسی کتاب پڑھ کر عمل کرتے تھے؟
۱۹۔ صرف اور صرف ایک صحیح حدیث عربی الفاظ کے ساتھ تحریر کردیں۔ جس میں آپ نے فرمایا ہو کہ ہر
آدمی خود دین کی تحقیق کرکے اپنی تحقیق کے مطابق عمل کرے۔
۲۰۔ صرف ایک صحیح مرفوع متصل حدیث پیش کریں۔ جس میں صراحت ہو کہ بھینس کا گوشت اور بھینس کا
دودھ حلال ہے؟
۲۱۔ صرف ایک صحیح مرفوع حدیث تحریر فرمادیں۔ جس میں صراحت ہو کہ گھوڑی اور گدھی کا دودھ حرام
ہے؟
۲۲۔ صرف ایک صحیح مرفوع متصل حدیث تحریر کردیں۔ جس میں صراحت ہو کہ حلال جانور کے کپورے
۔ آلہ تناسل۔ اور مادہ کی شرم گاہ حرام ہے؟ ورنہ غیر مقلدین کو چاہئے کہ پورا سیٹ کھایا کریں۔
۲۳۔ وہ صحیح حدیث بتائیں جس میں صراحت ہو کہ امام مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام محمدی یا اہل حدیث
ہوں گے؟

غیر مقلدین کا عمل و دعویٰ

قلدین چار رکعت نماز میں ۱۰ جگہ رفع یدین کرتے ہیں پہلی اور تیسری رکعت کے شروع میں ہر

ع سے پہلے اور بعد۔

جگہ رفع یدین نہیں کرتے ہیں پہلی اور تیسری رکعت کے شروع میں ۸ سجدوں میں سے سجدہ سے

بعد۔

مقلدین کا دعویٰ ہے کہ نبی پاک آخر زندگی تک ہمیشہ ہمیشہ یہ عمل کرتے رہے یعنی ۱۰ جگہ رفع

رنا ۱۸ جگہ نہ کرنا۔

ع یدین کے بغیر نماز باطل ہے۔

غیر مقلدین اپنا یہ عمل و دعویٰ ایک قولی اور ایک فعلی صحیح صریح حدیث سے ثابت کر دیں اور حدیث

ت بھی امتیوں کی تقلید کے بغیر محض اللہ و رسول سے ثابت کر دیں تو ہم سب اہل حدیث ہو جائیں

انجمن طلباء اسلام شمالی لاہور

شہید کے غائبانہ نماز جنازہ پر

20,000 کا چیلنج

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے   یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

۱۔ کیا رسول اللہ ﷺ نے کسی شہید کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی ہے؟

۲۔ کیا خلفاء راشدین میں سے کسی خلیفہ راشد نے کسی شہید کی غائبانہ جنازہ پڑھائی ہے؟

۳۔ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے کسی شہید کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی ہے؟

۴۔ کیا تابعین میں سے کسی شہید کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی ہے؟

۵۔ نجاشی کس جنگ میں شہید ہوا؟

۶۔ مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۴۴۶ میں سے ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم فرماتے ہیں ہم یوں محسوس کر رہے تھے کہ نجاشی کا جنازہ ہمارے سامنے رکھا ہوا ہے۔ صحیح ابن حبان اور صحیح ابو عوانہ میں بھی ایسا ہی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا یہ بیان سچ ہے یا جھوٹ؟ اگر سچ ہے تو غائبانہ نماز جنازہ کیسے ہوا۔

۷۔ نجاشی والے واقعہ کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (م ۵۹ ھ) رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد پچاس سال زندہ رہے۔ دوسرے راوی حضرت جابر رضی اللہ عنہ (م ۷۹) رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ۴۳ سال زندہ رہے کیا ان میں سے کسی صحابی نے کسی شہید کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی ہے؟

۸۔ غیر مقلدین نماز جنازہ کا اپنا طریقہ مندرجہ ذیل تفصیل کے ساتھ صحیح صریح مرفوع غیر معارض حدیث سے ثابت کریں۔ پہلی تکبیر کے بعد (۱) ثناء (۲) ثناء کے مختلف کلمات کو جمع کرنے کی ممانعت (۳) اعوذ (۴) اعوذ کے مختلف کلمات کو جمع کرنے کی ممانعت (۵) بسم اللہ (۶) فاتحہ (۷) آمین (۸) سورۃ (۹) رسول اللہ ﷺ نماز جنازہ میں فاتحہ کے بعد کونسی سورتیں پڑھا کرتے تھے؟ جیسا کہ باقی نمازوں کی سورتیں احادیث میں بتائی گئی ہیں۔ دوسری تکبیر کے بعد (۱۰) درود شریف (۱۱) مختلف درود کے کلمات کو جمع کرنے کی ممانعت۔ تیسری تکبیر کے بعد (۱۲) مختلف دعاؤں کو جمع کرنے کا حکم (۱۳) مقتدیوں کو اونچی آواز سے آمین کہنے کا حکم۔ چوتھی تکبیر کے بعد (۱۴) سلام پھیر کر ہاتھ چھوڑنے کا طریقہ (۱۵) مذکورہ بالا امور کے درمیان ترتیب اور

شرعی حیثیت (یعنی فرض واجب وغیرہ) (۱۶) نماز جنازہ میں ثناء کے سوا اور باقی تمام چیزوں کے
پڑھنے کا حکم۔

یک آدمی کی پہلی دو تکبیریں رہ گئیں وہ نماز جنازہ کیسے مکمل کرے؟

زبان سے اللہ اکبر نہیں کہا باقی سب چیزوں سب کچھ پڑھ لیا یا اس کے برعکس کیا اس صورت میں
جنازہ جائز ہوا ہے کہ نہیں؟

ٹ ۱:۔ اگر غیر مقلدین ہمارے ان دس سوالوں کا صحیح صریح مرفوع غیر معارض حدیث سے جواب
دیں تو ہم 20000 نقد انعام دیں گے اور اگر شہید کی غائبانہ نماز جنازہ حدیث سے ثابت نہیں تو
بھائیو! محض اپنی ناموری نمود و نمائش کے لئے اور چندہ وصول
نے کے لئے امت میں انتشار نہ پھیلائیں۔

ٹ ۲:۔ اگر غیر مقلدین مذکورہ بالا دس سوالوں کا جواب صحیح صریح مرفوع غیر معارض حدیث سے نہ
سکے تو وہ 20000 یا اشتہار چھپوا کر مفت تقسیم کریں گے۔

انجمن طلباء اسلام شمالی لاہور

ببارگاہِ امام الائمہ کاشف الغمہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

ہمارے آقا ہمارے مولیٰ امام اعظم ابوحنیفہ
ہمارے ملجا ہمارے ماویٰ امام اعظم ابوحنیفہ
زمانہ بھر نے زمانہ بھر میں بہت تجسس کیا و لیکن
ملا نہ کوئی امام تم سا امام اعظم ابوحنیفہ
سپہر علم و عمل کے سورج تمہی ہو سب ہیں تمہارے تارے
تمہی سے چمکا ہے جو بھی چمکا امام اعظم ابوحنیفہ
تمہارے آگے تمام عالم نہ کیوں کرے زانوئے ادب خم
کہ پیشوایانِ دین نے مانا امام اعظم ابوحنیفہ
نہ کیوں کریں ناز اہل سنت کہ تم سے چمکا نصیب امت
سراجِ امت ملا ہو تم سا امام اعظم ابوحنیفہ

---

[1] امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید پلید کی بیعت نہ کی جان دیدی اور خلفائے راشدین کی خلافت پر کوئی اعتراض نہ کیا معلوم ہوا کہ ان کی نگاہ میں وہ تمام خلافتیں حق تھیں حتی کہ امیر معاویہ کو بھی خلافت دیدی اور جنگ نہ کی نیز تقیہ کی جڑ کٹ گئی کہ کربلا میں اس قدر بے سر و سامانی کے باوجود تقیہ نہ کیا کیونکہ تقیہ تو منافقین کرتے ہیں۔ [2] باقی ائمہ مجتہدین امام اعظم کے یا تو شاگرد ہیں یا شاگرد کے شاگرد امام شافعی کی والدہ سے امام محمد نے نکاح کیا اور ان کی تصنیفات سے امام شافعی نے بہت فائدہ حاصل کیا امام مالک نے فقہ میں امام محمد کی شاگردی کی اور حدیث میں امام محمد نے ان کی شاگردی کی۔

خدا نے تجھ کو وہ دی ہے نعمت کہ تیرا منسوب بھی ہے مرفوع
تری اضافت[1] میں رفع پایا امام اعظم ابو حنیفہ

ہُوا اُولی الامر[2] سے یہ ثابت کہ تیری طاعت ضروری[3] جب
خدا نے تم کو کیا ہمارا امام اعظم ابو حنیفہ

کسی کی آنکھوں کا تو ہے تارا کسی کے دل کا بنا سہارا
مگر رہا کے جگر میں آرا امام اعظم ابو حنیفہ

جو تیری تقلید شرک ہوتی محدثین سارے ہوتے مشرک
بخاری و مسلم ابن ماجہ امام اعظم ابو حنیفہ

کہ جتنے فقہاء محدثین ہیں تمہارے خرمن[4] کے خوشہ چیں ہیں !
ہوں واسطے سے کہ بے وسیلہ امام اعظم ابو حنیفہ

سراج تو ہے بغیر تیرے جو کوئی سمجھے حدیث و قرآں
پھرے بھٹکتا نہ پائے رستہ امام اعظم ابو حنیفہ

خبر لے اے دستگیر اُمت ہے سالک بے خبر پہ نزدت
وہ تیرا ہو کر پھرے بھٹکتا امام اعظم ابو حنیفہ

——— (۵۰) ———

---

[1] بقاعدہ نحو اضافت سے زیر ہوتا ہے مگر امام اعظم کی اضافت نے رفع یعنی بلندی دی [2] قرآن میں ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم یعنی خدا اور رسول اور والوں کی اطاعت کرو اور وہ علمائے حقانی ہیں خصوصاً مجتہدین [3] وہابی تقلید شخصی کو شرک کہتے ہیں اور مشرک کی حدیث معتبر نہیں حالانکہ مسلم اور ترمذی وغیرہ تمام محدثین مقلدین ہیں تو ان میں سے کسی کی روایت معتبر نہیں ہونی چاہیئے امام بخاری بہت سے حنفی محدثین کے شاگرد ہیں دیکھو عینی شرح بخاری اور دیگر محدثین امام بخاری کے شاگرد تو بالواسطہ تقریباً تمام محدثین حضرت امام اعظم کے شاگرد ہوئے [4] حضرت امام کا لقب ہے سراج الامت یعنی امت کے چراغ جو کوئی بغیر چراغ کے حدیث پڑھے گا۔ وہ کچھ بھی نہ سمجھ سکے گا۔ مولوی ثناء اللہ نے تفسیر لکھی جس میں کفریات بھر دیئے خود غیر مقلدین نے اس پر فتوے دیئے یہ تقلید نہ کرنے کی برکت ہے ؎